بسم اللہ الرحمن الرحیم

دیباچہ

اے خدا اسکو نیکنام تو کر — اور مقبولِ خاص و عام تو کر

واضح رہے ارباب دانش ہو کہ اس قصۂ غم کی تصنیف و ترتیب کے اصلی واقعات یہہ ہین کہ میری دختر مسماۃ مہتاب النسا بیگم مرحومہ مشیت ایزدی سے عین عالم جوانی اٹھارہ برس کے سن مین بحالت نوعروسی اس دنیاے فانی سے راہی دار البقا ہوئی۔

اوس نیکبخت ازلی کا واقعہ انتقال کچہ ایسا عجیب ہے کہ جسکا پورا بیان ممکن نہین وقت آخر اوسکو وہ استقلال حاصل تہا جو کسی زاہد کامل کو نہین ہوتا پہلے ایک شب کے خفیف سی بخار مین اوسنے اپنی موت کا تعین کرلیا اور اپنے بیگانون سے منہہ موڑ کے یاد الٰہی مین مصروف ہو گئی۔

دوم یہہ کہ سکرات کے آثار اوسپر بالکل ظاہر نہین ہوے بلکہ قبض روح کے وقت اللہ اللہ کہتے کہتے خاموش ہو گئی۔ اور شوق دیدار خدا مین اوسکے آنکہین کہلی ہوئین اور کلمہ کی دونون انگلیان اوٹہی رہگئین

سوم یہہ کہ جسوقت اوسکی مان نے بیقراری سے لاش کو سینہ سے لگا کے کہا کہ افسوس بیٹی تیری

انکہین کھلی رہگئی ہین۔ ماں کی یہہ تقریر آہ وزاری سنتے ہی مرحومہ نے فوراً انکہین بند کرلین۔

چہارم جب لاش قبر مین اوتارگئی اوسکا منہ خودبخود قبلہ کیطرف پہر گیا جس سے سب حاضرین خداے تعالی کی رحمت کے آثار نمایان ہوگئے

پنجم مین نے اور اوسکی والدہ نے ایک ہی شب مین مرحومہ کو ایک ہی حالت سے خواب مین دیکھا اور اوس نے زبان عربی مین نہایت فصاحت سے احوال سوال و جواب قبر و کیفیت دوزخ و جنت و مغفرت وغیرہ بہ تفصیل بیان کی جیسا کہ اس مثنوی مین نظم ہے،

علاوہ اسکے بعض حاجیون نے بظاہر بیت اللہ شریف کا طواف کرتے ہوے آو دیکھا اور اکثر لوگون نے اوسکو خواب مین تلاوت قرآن مجید کرتے ہوے دیکھا اور اسوقت تک خوش اعتقادی سے مرحومہ کے قبر پر ہجوم خلائق رہتا ہے متعدد اوقات لوگون نے اوسکی قبر سے عود و عنبر کی بو مہکتے اور نور چمکتے دیکھا ہی ماحصل یہہ کہ اگر مین یہہ تمام کیفیات لکہنے کا ارادہ کرتا تو ایک بڑی مطول کتاب ہوتی الغرض ایسے ہی چند ابواب حالت رنج و غم مین مجہے اس قصۂ غم کے لکہنے کے باعث ہوے۔ اور جو واقعات اسمین لکہی گئے ہین بخدا اوسمین بناوٹ نہین ہے جو حالات مین نے دیکہے اور سنے ہین وہی لکہی ہین بلکہ اون کے بیان کرنیکو مجہے کافی الفاظ نہین ملتے۔ اسمین شک نہین کہ مثنوی مین کوئی دلچسپی نہین ہے لیکن جو حضرات غم فرقت اولاد کے صدمے اوٹہاے ہین اونکے دل ضرور اس نظم کو پسند کرینگے۔ حاصل کلام یہہ کہ اگر یہہ میرا ہدیہ اہل درد کے مقبول خاطر ہو تو بندہ کو دعاے خیر سے یاد فرمائین سہ دوستو یہہ ہی غمخواری ہے، دُعا بغائب کا ستاری ہے فقط

بعونِ عنایاتِ آفرینندۂ عالم و خلاقِ ہر عیش و ماتم

مثنوی

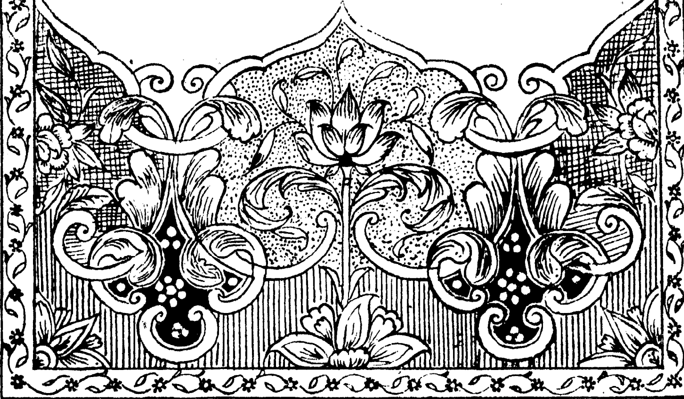
قصۂ غم

یعنی

واقعۂ وفاتِ مہتاب النسا بیگم

من تصنیف

عالیجناب مستغنی عن الالقاب نواب داو الملک بہادر المتخلص بہ داو



بسم اللہ الرحمن الرحیم

حمدِ خدائی تعالی

کیا کرین حمدِ خداوندِ جہان
ذاتِ بیچون مین نہین دخل گمان

اُس سے سب اہلِ جہان کی ہے نمود
بندہ کیا شے ہے خدا ہے موجود

کیا پست اِسکو اُبھارا اوس کو
اِسکو پیدا کیا مارا اوس کو

کہین باطن کہین ظاہر دیکھا
ہر جگہہ حاضر و ناظر دیکھا

جسکو تو چاہے کرے اسکو سعید
ابھی ذرہ ہو چمک کر خورشید

دل کے داغوں کو گلستان کر دے
اور گلستان کو بیابان کر دے

دل کو تو خانۂ ایمان کر دے
مور کو چاہے سلیمان کر دے

گر ترا حکمِ قضا جاری ہو
خاک پر گنبدِ زنگاری ہو

ابھی صحرا کا سمندر ہو جائے
راہ سب سدِّ سکندر ہو جائے

ہو سمندر مین سمندر پیدا
آگ سے ہو ابھی گوہر پیدا

دشت گلشن بنے گلشن صحرا
بحر قطرہ بنے قطرہ دریا

شبِ دیجور شبِ نور بنے
روزِ روشن شبِ دیجور بنے

چاند سورج بھی شرارے ہو جائیں
مہر و مہ گھٹ کے ستارے ہو جائیں

شب کو بے نور یہ تارے ہو جائیں
خاک کے ذرّے ستارے ہو جائیں

خاک سے چاہے صدف پیدا ہو
آب سے دُرِّ نجف پیدا ہو

عشق مین معجزہ کر دے پیدا
لیلیٰ مجنوں بنے مجنوں لیلیٰ

پست کو چاہے تو بالا کر دے — رات کو دن کا اوجالا کر دے

نار بھی صاعقہ نور بنے — ہر شجر اک شجرِ طور بنے

اک ترا کُن کا اشارہ ہو اگر — آسمان نیچے زمین ہو اوپر

تیری قدرت سے یہ کچھہ دور نہین — سب پہ قادر ہے تو مجبور نہین

نعتِ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم

نعتِ احمد ہے کہ ہے حمدِ خدا — شان مین جس کی ہے لولاک لما

تجھہ سے قایم ہین زمین و افلاک — یا نبی شاہسوارِ لولاک

عرش پر نام رقم ہے تیرا — لوح تیری ہے قلم ہے تیرا

حق نے کیا کیا تری مہمانی کی — اور جبرئیل نے دربانی کی

کون تہا کس نے یہ رتبہ پایا — کس نبی کے لئے رفرف آیا

جن و انس و ملک و حور و پری — سب ترے نور کی ہے جلوہ گری

تیرا ڈنکا ہے دہائی تیری — تو خدا کا ہے خدائی تیری

کر سکے وصف بشر کیا ہی مجال — ہی فرشتونکا یہان ناطقہ لال

زورِ اسلام ہوا ہے جن سے — چار اصحاب ستون ہین دین کے

ہین وہ صدیقؓ و عمرؓ او عثمانؓ — اِن کے رتبہ کا ہی شاہد قران

یا علیؓ قاتلِ کفار ہے تو — غیر فرار ہے کرار ہے تو

وصف خالق نے ترا فرمایا — لافتا شان مین تیری آیا

چشم بد دور نبیؐ کے سبطین — فاطمہؓ نور ہے وہ نور العین

آل و اصحاب پہ امت پہ تمام — رحمت اللہ کی نازل ہو مدام

مدح و ثنائے خسروِ دکن سلطان زمن ظل اللہ نظام الملک آصفجاہ اعلیحضرت نواب میر محبوب علیخان بہادر خلد اللہ ملکہ

شہِ آصف کی ثنا کرتا ہون — روز و شب حق سے دعا کرتا ہون

میر محبوب علی شاہِ زمان — شاد رکھے تجھے خلّاقِ جہان

اخترِ بخت رہے تابندہ — حق تعالیٰ تجھے رکھے زندہ

آل اولاد تری شاد رہے — خانۂ دل ترا آباد رہے

بادشاہی رہے قایم تیری — یہہ ریاست رہے دایم تیری

چترِ شاہی رہے سر پر تیرے — ایک عالم رہے در پہ تیرے

تختِ شاہی پہ ہو تو پایندہ — مہر و مہ تاج پہ ہون تابندہ

رہے اقبال درخشان تیرا — اور دشمن ہو پریشان تیرا

تو جہان مین رہے با تاج و سریر — سرِ اعدا پہ ہو تیری شمشیر

ہو عدو سامنے تیرے بسمل — اُسکا مریخِ فلک ہو قاتل

کیا لکھے تیری شجاعت کا بیان — یہ قلم کو مرے قدرت ہی کہان

ہی عیان جرأت و ہمت تیری — مین نے دیکھی ہے شجاعت تیری

جب عدو سامنے آجاتا ہے / بید کی طرح سے تھراتا ہے

تجھ سے ہم پنجہ ہو طاقت کیا ہے / شیر کیا اوسکی حقیقت کیا ہے

تیرا کیونکر نہو عالم تسخیر / تیرے قبضہ مین ہین اسپ و شمشیر

اسپ وہ اسپ ہین شبدیز و سمند / تیغ وہ تیغ جہان گیر پسند

ایک دم مین سرِ اعدا ہو قلم / تیغ تیری سے ہے قضائے مبرم

قہر بہی مہر بہی رحمت بہی ہے / اور ریاست بہی سیاست بہی ہے

فرض ہے سب پہ اطاعت تیری / سب پہ واجب ہوئی خدمت تیری

عدل وہ عدل ہے عادل تیرا / رہتے ہین باز و کبوتر یکجا

کیا لکھون وصفِ سخاوت تیرا / مین نے دیکھا تجھے حاتم کو سنا

ملک آباد رعیت خوشحال / عہد مین تیرے ہین سب مالامال

جسکو چاہا دئے لاکھون توڑے / سیکڑون فیل ہزارون گہوڑے

دامنِ اہلِ جہان پُر دُر شد | کاسۂ چشمِ حریصان پُر شد
مجھ پہ شاہا نہ ہوا فیض ترا | مور کو رتبہ سلیمان کا ملا
ایک عالم ہو ترے زیرِ نگین | سب زبان سے کہین آمین آمین
حق تعالےٰ ہو نگہبان تیرا | دل سے داور ہے ثنا خوان تیرا

حالِ بے ثباتیِ دنیائے ناپائدار

نہین اک وضع پہ حالِ دنیا | کیا لکھون رنج و ملالِ دنیا
چل بسے چھوڑ کے شاہانِ جہان | وہ کہان دولت و حشمت وہ کہان
موت بالین پہ کھڑے ہنستی ہے | اپنی ہستی بھی عجب ہستی ہے
ہم نے دنیا کی یہ ہستی دیکھی | کبھی صحرا کبھی بستی دیکھی
اس کو خوش دیکھا تو اسکو پُرغم | عیش و غم دونون ہیان ہین توام
کوئی جاتا ہے کوئی آتا ہے | ساتھ لاتا ہے نہ لیجاتا ہے

عیشِ جاوید کہان پایا ہے | بندہ مرنے کیلئے آیا ہے

تصویرِ غم حالتِ رنج والم

اہلِ انصاف کرین غور ذرا | کھینچتا ہون مین یہ نقشہ غم کا
بحرِ غم نے مرے اک جوش کیا | دین و دنیا کو فراموش کیا
سینہ و چشم و جگر کے دل کے | بہگئے چار عناصر مل کے
غم سے اک جوش ہوا نالونکو | خار نے چھیڑ دیا چھالون کو
طفلِ اشک آنکھون سے بہکر جو گرا | آستین بنگیا دامن میرا
آگ بھڑکی ہے دہوان اُٹھتا ہے | یہ جلے دل کا نشان اُٹھتا ہے
اِس زمین پر جو قدم اُٹھتا ہے | ہر قدم سوئے عدم اُٹھتا ہے
ہان کرین چشمِ بصیرت کو وا | صاف کھلجائیگا دل کا نقشا
کیا لکھون دل یہ قلق ہوتا ہے | سینہ غم سے مرا شق ہوتا ہے

ہے قلم آہ الم کی صورت
حرف تیرہ شبِ غم کی صورت

صفحۂ دل پہ جو تحریر ہے یہ
اک جوان مرگ کی تصویر ہے یہ

نقشہ وہ کرتا ہون غم کا ایجاد
چوم لین ہاتھ کو مانی بہزاد

صاف ماتم کا مرقع کھنچ جائے
روح مانی کی بھی دیکھنے آئے

دیکھ لین اس صفِ ماتم کو اگر
غم کرین حور و ملک جن و بشر

دیکھ لے گر مرے غم کا احوال
ابھی ہو جائے فلک غم سے نڈھال

قطرۂ اشک کی صورت تارے
ابھی گر جائین فلک سے سارے

مردمِ دیدہ کو حیرانی ہو
غم کو بھی غم سے پریشانی ہو

رکھ کے فانوس کا پردہ منھ پر
شمع بھی غم سے جلے گھل گھل کر

خاک اُڑ جائے ابھی صحرا مین
آگ لگ جائے ابھی دریا مین

دلِ نالان جو مرا شور مچائے
آسمان پھٹ کے زمین گر جائے

غم عجب طرح کے لاتا ہے رنگ | موم کر دیتا ہے دل کو کبھی سنگ
رہا قالب مین رگِ جان ہوکر | آنکھ مین اشک کا طوفان ہوکر
دل مین اک آگ لگائی اوس نے | کبھی اشکون سے بجھائی اوس نے
دین و دنیا کو بھلا دیتا ہے | ہنسنے والون کو رلا دیتا ہے
چھیڑتا ہے کبھی بہلاتا ہے | رنگ ہر روز نیا لاتا ہے
طایرِ جان کا ہے صیاد کبھی | رگِ جان کے لیے فصاد کبھی
کبھی وہ زیرِ زمین جاتا ہے | اور کبھی عرش کو چھو آتا ہے
غم رہا دل مین ستمگر بنکر | وہ نہ آیا مجھے اژدر بنکر
گھر نظر آنے لگا صورتِ گور | رگ و مو تن پہ ہوئے مار و مور
آہ سے آگ لگی صحرا کو | اشک نے قطرہ کیا دریا کو
چشم دریا ہوئی گریان ہوکر | رہ گیا نوح کا طوفان ہوکر

درد و غم رنج و الم شادی ہے
دل مین ویرانہ سے آبادی ہے

شہرہ ہے اب مرے غم خانے کا
نام آباد ہے ویرانے کا

سوگ ہے شمع کو پروانیکا
نام روشن ہے سیہ خانیکا

خانۂ دل مین وہ مہمان ہوکر
رہگیا درد بہی ارمان ہوکر

زخم ہین دل پہ جگر پر لاکہون
غم کے نشتر یہ ہین نشتر لاکہون

طایرِ دل مرا گہبراتا ہے
قفسِ تن سے اُڑا جاتا ہے

باغ مین دل نہین لگتا میرا
کبہی بہاتی ہے تو جنگل کی ہوا

باغ مین گل مجھے کیا دیتے ہین
غنچے ہنس ہنس کے رلا دیتے ہین

سینہ داغون سے گلستان ہے مرا
جل کے دل سرو چراغان ہے مرا

بس یہی گل سے ثمر پایا ہے
داغ لالے کی طرح کہایا ہے

بوے گل بادِ بہاری لائی
خاک مین مجھکو ملانے آئی

گل نظر آنے لگے خار کی شکل
دل پژمردہ ہے بیمار کی شکل

قطرے شبنم کے ہین اخگر تن پر
بن مو ہو گئے نشتر تن پر

زخم دل پہ چھلکے مرے آئے ہو
پہاے آتش ہی کے پرکالے ہو

دل سنبہل جاتا ہی غم کہانے سے
یہہ بہل جاتا ہے ویرانے سے

مشغلہ دل کے ہے بہلانیکا
کیا مزا پڑ گیا غم کہانیکا

سن ذرا حال جگر کا دل سے
پوچہہ بسمل کی تڑپ بسمل سے

کب مسیحا سے شفا ہوتی ہے
موت اِس دکہہ کی دوا ہوتی ہے

دل پہ ہے جبر کہ لکہہ غم کا بیان
دل بیتاب کو یہ تاب کہان

مین کہان یہ غم جان کاہ کہان
دیکہیے کوہ کہان کاہ کہان

ضرمن دل مین ہین اخگر لاکہون
اک رگ جان پہ مین نشتر لاکہون

غم نکر دل پہ مرے جبر و ستم
آہ کے ساتہہ نکل جائے نہ دم

خونِ دل پینے لگا غم کہا کر
دل نے اک شور کیا گھبرا کر

یک بیک آ گیا یہ مجھکو خیال
کہ لکھوں اپنے ہی غم کا احوال

آنکھہ سے مین نے جو دیکھا لکھا
رکھا بس قصۂ غم نام اسکا

آغازِ قصۂ غم واقعۂ وفاتِ مہتاب النسا بیگم

دل کا اک درد عیان ہوتا ہے
غم کے قصہ کا بیان ہوتا ہے

دل کو آئی ہے سنانی غم کی
قصۂ غم کا ہے کہانی غم کی

یون تو دنیا مین سراسر غم ہے
اک جوانمرگ کا یہ ماتم ہے

ڈہونڈہتا ہے دل غمخوار مرا
گم ہوا ہے دُرِ شہوار مرا

ہان برس جائے جہڑی اشکونکی
کبہی ٹوٹے نہ لڑی اشکونکی

دل جو روتا ہے جگر سے ملکے
پہوٹ جاتے ہین پہپولے دل کے

داغ پر داغ ستم ہے دل مین
درد ہے غم ہے الم ہے دلمین

کیا لکھون مین نہین غم کی مجہے تاب — ایک دختر تہی مرے اَی احباب

اُسکا آنا تہا کہ دولت آئی — بخت کی نیک تہی میری جائی

دِل مرا اُوسکا ہی گہوارا تہا — گود مین دل کی طرح پالا تہا

اُسکا جینا نہ فلک کو بہایا — وہین پیغام قضا کا آیا

دوست اَحباب بصد آہ و فغان — ہائے کرتے تہے یہ ورد زبان

داور الملک کی صاحبزادی — حال مین اُسکی ہوئی تہی شادی

سِن بہی اٹھارہ برس سے کم تہا — نام مہتاب نسا بیگم تہا

رہتی تہی یادِ خدا مین دن رات — نیک خصلت بہی تہی اور نیک صفات

موت کو یاد کیا کرتی تہی — حق سے ملنے کی دعا کرتی تہی

تہی یہی اوسکی دُعا شام و پگاہ — خاتمہ خیر سے ہو یا اللہ

اپنے عصیان سے پشیمان دلمین — حق سے ملنے کا تہا ارمان دلمین

یون تو جینے کو جیا کرتی تھی | دل سے مرنے پہ بہت مرتی تھی
حق سے آسنے جو دعا کی پیہم | آگیا جوش مین دریای کرم
جب پیام اجل آیا اوسکو | شکر کرتے ہوے پایا اوسکو
خوش ہوی رنج والم بھول گئی | مثل گل غنچہ دہن پھول گئی
دیکھا پھر اپنے نہ بیگانون کو | چھوڑا اوس شمع نے پروانون کو
لیا رحمت کا سہارا اوسنے | کیا دنیا سے کنارا اوسنے
جب نظر سوے خدا کرنے لگی | اللہ اللہ کا دم بھرنے لگی
کلمہ صدق زبان سے کہنا | محو دیدار خدا مین رہنا
اللہ اللہ کی آواز ہوی ،، | طایر روح کی پرواز ہوی
کر دیا ترک اشارہ گل سے | کیا بلبل نے کنارہ گل سے
غنچہ پژمردہ ہوا گل ہو کر | گل کی بو اڑ گئی بلبل ہو کر

ہائی چھوڑ قفسِ تن اپنا / کیا طوبےٰ پہ نشیمن اپنا

گئی اسطرح سے فردوس کی راہ / ہوگیا خاتمہ انا للہ

موت کو جو کوئی سب سمجھے معراج / ہو مسیحا سے بھی اُسکا نہ علاج

شورِ نالہ تھا ہر اک کے لب پر / مثلِ گُل ٹکڑے ہوئے سب کے جگر

جب خزاں گُل کو ہوا دیتی ہے / دِل کو بُلبُل کے جلا دیتی ہے

گُل و بلبل میں ہوا راز و نیاز / ایک کا ایک تھا باہم دمساز

انقلابِ چمنِ دہر ہوا / کچھ عجب طرح کا صدمہ دیکھا

گُل پہ پروانے فدا تھے جاکر / شمع پر جلتے تھے بلبل آکر

گُل نے پھاڑا تھا گریبان اپنا / ٹکڑے ٹکڑے کیا دامان اپنا

تھی نہ بُلبُل کو تمنا گُل کی / نہ محبت وہ گُل و بُلبُل کی

جب نسیمِ سحری آتی تھی / باغ سے بچکے چلی جاتی تھی

طایرِ باغ بہی چلاتے تہے
آنسو شبنم کے ٹپک جاتے تہے

بلبلین لوٹ گیئن خارون پر
گل سمجہکر گرین انگارون پر

گرے پڑتی تہی نسیمِ سحری
غم کے دریا مین گلِ نیلوفری

لڑکہڑاتے ہوئی پہرتی تہی صبا
پاؤن جمتا تہا نہ ہرگز اوسکا

لٹ گئی کیا چمنستان کی بہار
اڑگئی شمعِ شبستان کی بہار

بیانِ آہ وزاری والدہ مغفورہ

جو سنیگا اوسے بس ہوگا ملال
اوسکے مادر کا سناؤن احوال

اوس جوانمرگ کو سوتے پایا
حسرت و یاس کو روتے پایا

مان کے رونے سے ہوا حشر بپا
ہائے وہ شور قیامت کا تہا

حال اوس غم کا نرالا دیکہا
رات دن کو تہ و بالا دیکہا

چہرہ کو آنسوؤن سے دہو دہوکر
بین کرنے لگی یون رو رو کر

مری پیاری مری جانی افسوس | ہائے یہ تیری جوانی افسوس

عمر اٹھارہ برس کی پائی | مرگئی ہائے مری شیدائی

عمر پائی بھی تو اتنی پائی ،، | موت کو لیکے جوانی آئی ،،

ہائے ملنے کی نہ فرصت پائی | موت آئی بھی تو بیوقت آئی

بات کرتے مین مری جانی سے | روح نکلی ہے کس آسانی سے

ہائے مین خون جگر پیتی ہون | ہائے تو مرگئی مین جیتی ہون

ہے یہ عبرت کی جگہہ کس سے کہون | وہ رہے گور مین مین گھر مین رہون

اب بغل مین وہ گل اندام کہان | دل بیتاب کو آرام کہان

کیا ہوا ہائے مرا لخت جگر | کیا ہوا ہائے مرا نور نظر

کیا ہوا ہائے گل رعنائی | کیا ہوا ہائے مرا شیدائی

ہائے آرام گیا خواب گیا | جب سے وہ ابر مین مہتاب گیا

اب کہان دیکھنے پاؤن گی تجھے
اب کہان ڈھونڈھنے جاؤن گی تجھے

ہائے کیا اسلیے پالاتہا تجھے
کہ مصیبت مین پہنائیگی مجھے

میرا آباد نہ کاشانہ کیا
دل کو ویرانہ سا ویرانہ کیا

اب نظر آئیگی پہر تو نہ مجھے
خوب سا دیکھلون جی بہر کے تجھے

بعد وفات کے کہلی رہجانا مرحومہ کی آنکہونکا اور
آہ وزاری کرنا مان کا اُنکو دیکھکر بند ہوجانا آنکہون کا

اوس کو دیکھا تو یہ حالت دیکھی
رکھی تہین کہلی آنکھین اوس کی

پتلیان سوئے خدا تہین اُسکی
انگلیان قبلہ نما تہین اُسکی

دل کو صاف آئینہ آئین دیکھا
دیدون کو دیدۂ حق بین دیکھا

وہ نظر یاس کی حسرت کی نگاہ
انگلیان دونون شہادت کی گواہ

خشک تہا چشمہ چشم پر آب
دُہیلے آنکہون کے تہے دریا کی حباب

لب تھے خاموش تو بچین آنکھین
تہا دہن غنچہ تو نرگس آنکھین

نرگسین دیدون کے صدقے تیرے
صدقی تیرے گلِ خندان میرے

تکتے حسرت سی ہو صُورت میری
دیکھون کن آنکھون سے آنکھین تیری

واری بیدار نہین ہوتی ہو
آنکھین کہولے ہو مگر سوتی ہو

چشم وا ای مہِ تابندہ نکر
مجھکو عالم مین تو شرمندہ نکر

کیون جھپکتی ہین یہ پلکین ہر بار
تیرے صدقی تیری آنکھون کے نثار

ای دولہن چاہیئے ہے شرم و حجاب
بند آنکھین کرو دِل ہے بیتاب

ہو گی یہ بات نہ دُنیا کو پسند
کہتے ہی ہو گئین بس آنکھین بند

بند آنکھون کو جو ہوتے دیکھا
سب نے اِکبار کہا صَلِّ علےٰ

گھر مین ماتم کا عجب جوش ہوا
جِسنے دیکھا اوسے بیہوش ہوا

کوئی آنکھون کے تصدق ہوتی
کوئی لے لے کے بلائین روتی

کوئی کہتا تھا اسے غش آیا ضعف سے صدمہ یہ دل نے پایا

ماں یہ چلائی کہ یہ زندہ ہے چہرہ اس ماہ کا تابندہ ہے

منہہ پہ سب قطرے پسینہ کے ہین سارے آثار یہ جینے کے ہین

نیند ایسی بھی کہین ہوتی ہے واری تم اُٹھو کہ ماں روتی ہے

مین تصدق گئی آنکھین کھولو اے مری نیند کے ماتے بولو

خواب ہے یا کہ یہ بیداری ہے ہائے غفلت ہے کہ ہشیاری ہے

کچھہ تسلی تو ہو غمخوارون کو اک نظر دیکھلو بیمارون کو

صدقے ہوتی ہون مجھے ہونے دو تم ہو بیدار مجھے سونے دو

غم نظر آنے لگا شادی مین اب تو ویرانہ ہے آبادی مین

رہی دیدار کی حسرت مجھکو کبھی جی بھر کے نہ دیکھا تجھکو

تو سلامت مری جائی ہوتی تیری آئی مجھے آئی ہوتی

اب کوئی دم مین تو پہنے گی کفن — دیکھلون تجھکو بنا کر مین دولہن

جب سنا ماں سے فسانہ غم کا — گھر مین اک شور رہا ماتم کا

لوگ رو رو کے لگے غش کہانے — گرد تہے شمع کے سب پروانے

بعد مرنے کے بنایا جو بنی — یہ عروسی کہین دیکھی نہ سنی

مرحومہ کو لباسِ عروسی پہنانا ماں کا اور بین کرنا

لا کے شادی کا وہ شاہانہ لباس — اوسکو پہنایا عروسانہ لباس

ہاتھ اوسوقت جو آیا زیور — ماں نے پہنایا اوسے رو رو کر

جب لباس اوسکا ہوا زیبِ تن — نظر آنے لگی سب کو وہ دولہن

حور نے حلۂ رحمت پہنا — حور نے نور کا خلعت پہنا

رخ سے نور اوسکا ہوا تابندہ — دیکھکر چاند ہوا شرمندہ

رنگ کندن سا دمکتے دیکھا — رخ سے اک نور چمکتے دیکھا

دانت اک اک دُرِ خوش آب ہوا — جسنے دیکھا اوسے بیتاب ہوا

رنگ اوس گُل کا نہ سونلایا تہا — پہول سا چہرہ نہ مُرجہایا تہا

یون رہا منہہ پہ پسینہ جم کے — قطرہ شبنم کے ہون گل پر جیسے

رنگ لائی تہی وہ ہاتون پہ حنا — سرخ تہے رنگِ حنا سے کفِ پا

واہ کیا نُور کی پیشانی تہی — وہی پیش آئی جو پیش آنی تہی

ایسے پُر نور وہ رُخسار سے تہے — مُصحفِ پاک کے دو پارے تہے

منہہ پہ افشان جنی غمخوارون نے — چاند کو گہیر لیا تارون نے

زیب و زینت سے بڑہی رُخ کی ضیا — خاک مین نور کا جلوہ دیکہا

ہوگیا نور دُوبالا اوس کا — چہا گیا گہر مین اوجالا اوس کا

سارا گہر نور کا کاشانہ تہا — جو تہا اوس شمع کا پروانہ تہا

حق کی رحمت تہی مری جانی پر — نور تہا چہرہ نورانی پر

ہائے وہ درد سے مانکا رونا
در و دیوار سے آتی تہی صدا

موت کس عمر مین جانی آئی
ابہی پوری نہ جوانی آئی

رہ گئے سینون مین دل ہل ہل کر
خوب سا روئے گلے مل مل کر

لاشہ سینہ سے لگا کر اوسکا
ہائے اسوقت یہ مان کا کہنا

انہین ہاتون سے بنائی تہی دلہن
پہر انہین ہاتون سے پہناؤن کفن

مجھسے ہوتے ہین جدا ہونے دو
خوب جی بہر کے مجہے رونے دو

شادی و غم کو برابر لایا
یہی آیا جو فلک کو آیا

واری جانے کا سرانجام کرو
بدلو پوشاک کو حمام کرو

یاد اللہ کے دربار مین ہے
تم کو جانا بڑی سرکار مین ہے

حق سے وان خلعت و انعام ملے
عیش و راحت سے ملے آرام ملے

بیان غسل میت اور مان کا بین کرنا

تو نے جانا دلِ ناکام نہین
غسلِ میت ہے یہہ حمام نہین

آبِ رحمت سے اوسے نہلایا
آب ہی آبِ بقا سا پایا

مہر چشمہ کا کرہ آبی مین
چاند تھا چادرِ مہتابی مین

دیکھکر رخ کی ضیا پانی مین
چاند ہی لوٹ گیا پانی مین

اوسکو نہلا کے کفن پہنایا
اور کفن کہول کے جب منہہ دیکھا

قطرے پانی کے تہے رخسارون پر
رہگئے چاند پہ تارے جم کر

تہا عرق زلف و رخِ انور پر
روئے کیا شام و سحر مل ملکر

تہا کفن سے یہ تجلی کا ظہور
حُلۂ نور مین ہے گویا حور

منہہ کفن مین جو چھپایا اوسکا
نور پر نور کا جلوہ دیکھا

مہ و خورشید کا ایک جا تہا ظہور
ضَو ادہر اسکی اودہر اوسکا نور

رنگ خورشید کا سیمابی تہا
دہوپ کا رنگ بہی مہتابی تہا

کون اُسوقت نہین رُوتا تہا — ابر ہی اشکون سے منہہ دہوتا تہا

مان نے تابوت مین اوسکو دیکہا — آہ و نالہ سے کیا حشر بپا

کبہی تابوت کی صدقے ہوتی — کبہی لے لے کے بلائین روتی

بیقراری سے نہ تہا مان کو قرار — لاش پر ہوتی تہی ہر بار نثار

کیا بیان ہو دلِ بیتاب کا حال — آگ پر جیسے ہو سیماب کا حال

تہا کبہی بین کبہی نالہ و آہ — غم کا وہ جوش کہ اللہ کی پناہ

آہ افلاک سے جا ملتی تہی — اُسکے نالون سے زمین ہلتی تہی

ہوگیا حشر کا سامان برپا — مان نے اس درد سے یہ بین کیا

کیا ہوا راج دُلارا میرا — کیا ہوا آنکہہ کا تارا میرا

کیا ہوا دل کا سہارا میرا — کیا ہوا ہائے وہ پیارا میرا

ہائے میرا چمنستان ہے کہان — وہ مرا سروِ خرامان ہے کہان

کس چمن میں ہے خرامان وہ گل | دے پتا جلد مجھے اے بلبل

کیا ہوا وہ چمن آرا میرا | کیا ہوا وہ گل رعنا میرا

ای نسیم سحری مجھکو بتا | کیا ہوا یوسف گم گشتہ مرا

کیا ہوا گود کا پالا میرا | کیا ہوا گھر کا اوجالا میرا

کیا ہوا ہائے مرا بدر کمال | کیا ہوا سرو گلستان جمال

کیا ہوا وہ گل خندان میرا | لٹ گیا کیا چمنستان میرا

کس چمن میں گیا بلبل میرا | بے نکلے بو اُڑ گیا کیا گل میرا

کیا ہوا ہائے دلارام مرا | رہ گیا یہ دل ناکام مرا ہا ہا

مجھکو یوں چھوڑ کے جانا کیسا | اس بجلے دل کا جلانا کیسا

اب نہ خوش آئیگا جینا لوگو | لٹ گیا دل کا خزینا لوگو

دل شکستہ ہوں میں جاؤنگی کہاں | ایسے گم گشتہ کو پاؤنگی کہاں

باغ مین وہ گلِ شاداب نہین — ابر مین چھپ گیا مہتاب کہین

موت آئی ہے تجھے لیجانے کو — ہاے مین رہگئی غم کھانے کو

مین نے دودہ اپنا پلایا تجھکو — اپنے سینہ پہ لٹایا تجھکو

جانا اِس طرح کا بھایا تجھکو — میرا کچھ دہیان نہ آیا تجھکو

بات کی بات مین منہہ موڑ لیا — مجھکو رونے کیلئے چھوڑ دیا

کیون مجھے ہجر مین تڑپاتی ہو — روٹھکر مجھ سے چلی جاتی ہو

مین نہ سمجھی تھی کہ یون جاؤگے — کون آیا ہے جو تم آؤگے

دیکھلون مین تری صورت کو ذرا — پھر میسر نہین دیدار ترا

خیر کہنے کو تو اک بات رہی — حشر پر تجھ سے ملاقات رہی

تو کہان اور تری بات کہان — حشر تک تجھ سے ملاقات کہان

کیا ملاقات نہوگی تجھ سے — کیا کبھی بات نہوگی تجھ سے

مجھکو ترساؤ گے تڑپاؤ گے — ایسے جاتے ہو نہ پھر آؤ گے

کچھ دلاسا مجھے دیتے جاؤ — ساتھ اپنے مجھے لیتے جاؤ

کہان جاتے ہو بتا دو مجھکو — کونسی جا ہے بتا دو مجھکو

صدقے مین خواب مین آنا پیارے — صدقے مین بھول نہ جانا پیارے

صدقے آزردہ نہ جاؤ گھر سے — صدقے افسردہ نہ جاؤ گھر سے

صورت اکبار دکھاتے جاؤ — صدقے مین ہولون تو پیارے جاؤ

راہ گم کردہ ہون ٹکراتی ہون — ڈھونڈھکر تجھکو نہین پاتی ہون

ایک دن اور مری جان رہو — آج کی شب مرے مہمان رہو

قبر کو جاکے تم آباد کرو — خانۂ دل مرا برباد کرو

پالنے کی یہ سزا تھی بیٹا — کیا یہی مان کی خطا تھی بیٹا

حق مرے دودھ کا دیتے جاؤ — مین دعا دیتی ہون لیتے جاؤ

میں تصدق گئی پیارے جاؤ — دکھ یہاں پائے وہاں سکھ پاؤ

مجھکو یوں چھوڑ کے جاتے نکلے فدا — جاؤ تم میں نے خدا کو سونپا

اپنے خالق سے ملو شاد رہو — جاؤ جس جا رہو آباد رہو

الوداع ای جگر و جانِ طرب — الوداع ای مرے مہمانِ طرب

الوداع ای گلِ ریحان میرے — الوداع اے مہِ تابان میرے

الوداع اے مرے ارمان دل کے — الوداع اے مرے خواہان دل کے

الوداع اے مرے جانیو اسلے — الوداع اب سے نہ آنیو اسلے

تابوت مرحومہ کا مکان سے جانا اور ماں کا بین کرنا

وہ سحر غم زدہ ہیہات آئی — رات آئی تو عجب رات آئی

دن گھٹا چلنے لگی غم کی نسیم — اوڑلی شب نے سیہ منہ پہ گلیم

ابر آیا وہ اندھیری چھائی — لوگ چلائے قیامت آئی

منہہ پہ خورشید کے تہی شب کی نقاب
نہ وہ رنگت نہ وہ خوبی نہ وہ تاب

وہ اندہیری تہی کہ اللہ کی پناہ
ٹہوکرین پلکون سے کہاتی تہی نگاہ

موم کی طرح پگلتی تہی شمع
جہل ملاتی ہوئی جلتی تہی شمع

غم سے تہا شمع کو سوزِ جگری
شمع تہی مثلِ چراغِ سحری

شمع کو غم نہین جل جانیکا
عشق در پردہ ہے پروانیکا

دہیان مین شمع تہی اُڑجانیکے
پر لگے شمع کو پروانے کے

رات پر چہائے ہوئے حسرت و یاس
غم کی صورت وہ سیہ اُسکا لباس

داغِ حسرت سویدا دل مین
لیلئ شب تہی سیہ محمل مین

اُسکے ماتم نے عجب جوش کیا
رات نے دنکو سیہ پوش کیا

صورتین دیکہکے غمخوارون کی
پہنکدی شب نے قبا تارونکی

جب وہ تابوت ہوا گہر سے رواں
شامیانہ ہوا رحمت کا عیاں

کوئی ماتم کوئی کرتا نالہ ؛؛
ماہ کے گرد تھا غم کا ہالہ

مشعلین ہو گئین ایسی روشن
مہر کے گرد ہو جس طرح کرن

گرد اُس ماہ کے ہالا دیکھا
رات مین دن کا اوجالا دیکھا

کفِ افسوس لگے سب ملنے
ساتھ مشعل کے لگے دل جلنے

غم مین سب اپنے تھے بیگانے تھے
ساتھ اوس شمع کے پروانے تھے

نیک آغاز ہوا نیک انجام
شب کے پردہ مین گیا ماہِ تمام

مان کے سر پر یہ قیامت آئی
خاک پر لوٹ کے یون چلّائی

جاتی ہے اب مری پیاری دیکھو
آؤ لوگو یہ سواری دیکھو

یہ عروسی اِسے کیا بھاتی ہے
آج گھر اپنے دولھن جاتی ہے

آہ کیسی ہے یہ زاری کیسی
یہ عروسی یہ سواری کیسی

چاند کا عزم سوئے مدفن ہے
رات بھی دن کی طرح روشن ہے

مین ہون سو جان سے پیاری کے نثار | اِس تجمل کی سواری کے نثار

ساتھہ نالون کے چلی غم کی برات | حشر کا دن ہے قیامت کی رات

صبر و آرام مرا لے کے چلی | داغ حسرت کا مجھے دیکے چلی

چاندسی شکل دکہا دے مجھکو | پھر کہان دیکھونگی پیاری تجھکو

ہاے مین رہگئی رونے کیلئے | تم چلے قبر مین سونے کیلئے

جلد کیا راہِ عدم جان سے گئے | میرے عاشق مرے مہمان گئے

میرے پیارے مرے جائے لو | مان کہان ڈہونڈہنے جائے لو

اب کہان جاؤگے جانیوالے | سُونے جنگل کے بسانیوالے

رہِ فردوس کے جانیوالے | پھر کے دنیا مین نہ آنیوالے

ای مسافر ترا کس جا ہے مقام | ای مسافر ترا کس جا ہے قیام

ہاے وہ گورِ غریبان تو نہین | ہاے وہ شہرِ خموشان تو نہین

تم جہان جاؤگے مین جان گئی — مان تصدق گئی قربان گئی

داغِ فرقت نہ دئے جاناتہا — ساتہہ مجھکو بہی لئے جاناتہا

تم اکیلے ہی سدہارے بیٹا — خوش نہ آیا تمہین کیا ساتہہ مرا

کیا کہون موت سے مجبوری ہے — کیا کرون تجہ سے مری دوری ہے

ایسے جینے سے تو مرنا بہتر — ایسے رہنے سے گزرنا بہتر

دل رہے دل مین نہ ارمان رہے — رہے قالب ہی تو بیجان رہے

تہی دعا یہ مرا سروِ آزاد — باروررہو صفتِ نخلِ مراد

ہائے پہولا نہ پہلا ایسا جلا — نہ ثمر کا نہ شجر کا ہے پتا

ساتہہ ہی لیگئی جانی افسوس — کوئی چہوڑی نہ نشانی افسوس

مثل لالہ کے ہے دلپر مرے داغ — لٹ گیا کیا مری امید کا باغ

ای صبا گل وہ مہکتا ہے کہان — میرا بلبل وہ چہکتا ہے کہان

نکہتِ بادِ بہاری ہے کہاں — میرے گلرو کی سواری ہے کہاں

اے صبا جلد بتا دے مجھکو — دفن کس جا ہے بتا دے مجھکو

کیا مرے گل کا وہان ہے مدفن — بلبلین کرتی ہین جس جا شیون

غل پپیہون کا ہے مورونکا ہے شور — کیا مرے چاند پہ گرتے ہین چکور

تو بتا دے مجھے صیادِ قضا — طایرِ دل مرا کیون صید کیا

قبر کس جا ہے چمن ہے کس جا — میرے بلبل کو کہان سونپ دیا

مہِ خوبی مرا پنہان ہے کہان — میرا خورشیدِ درخشان ہے کہان

جان بیچین ہے دل ہے بیتاب — کونسے ابر مین ہے وہ مہتاب

گم ہوا وہ درِ نایاب کہان — جلوہ افروز ہے مہتاب کہان

میرا مہتاب ہے کس جا روشن — کونسا برج ہے اوسکا مسکن

یان کبھی نوحہ کبھی زاری تھی — اور وہان دفن کی تیاری تھی

پالا اٹھارہ برس تھا اوسکو
رکھدیا قبر مین تنہا اوسکو

رنج دیتے ہین مقرر افلاک
ہی یقین کھینچتی ہے خاک کو خاک

دل یہ تڑپا کہ لبِ گور رہوا
حشر برپا ہوا اک شور ہوا

روئی اسطرحسے مان چلّا کر
خاک پر لوٹ گئی غش کھا کر

وہ تڑپ جانا کبھی دل کی طرح
خاک پر لوٹنا بسمل کی طرح

لب پہ تھا شور کبھی نالے تھے
پڑگئے آہون سے تبخالے تھے

کیا جدا مجھ سے وہ دلبند ہوا
دل مرا خاک کا پیوند ہوا

اب کہان پاون گی مین اوسکا پتا
گر گیا چاہ مین یوسف میرا

ہاتھ سے اپنے تجھے کھو بیٹھی
اپنی تقدیر کو مین رو بیٹھی

قبر کی رات بہت ہے بھاری
تیرا حافظ ہے جنابِ باری

ہای کس ناز سے پالا مین نے
گور کی گود مین ڈالا مین نے

نو مہینے کی نئی ہے یہ دلہن
گور تو اپنا اُڑھا لے دامن

دل مین رہتی تہی یہ ارمان کیطرح
تو بہی رکہنا اسے مہمانکی طرح

ہو نہ بربا د بضاعت میری
رہے محفوظ امانت میری

جلوہ افروز جہان ہے یہہ دلہن
قبر مہتاب سے ہوگی روشن

اسکو غربت مین قضا لائی ہے
قبر ہے عالم تنہائی ہے

مجلس اہل عزا ہی روئی
مان کے رونے پہ قضا بہی روئی

وہین نازل ہوئی رحمت حق کی
نور سے قبر منور دیکہی

قبر مین نور خدا کا تہا ظہور
قبر تہی رحمت حق سے معمور

قبر کو نور سے روشن دیکہا
قبر کو چاند کا مسکن دیکہا

قبر سے نور درخشان دیکہا
قبر مین وہ مہ تابان دیکہا

قبر مین منہ جو کفن سے نکلا
چاند تہا وہ کہ گہن سے نکلا

نور تھا چہرہ پہ اوسکے ایسا — اوسکو حیرت ہوئی جسنے دیکھا

منہہ کفن سے جو نظر آتا تھا — نور آنکھون مین چمک جاتا تھا

تھی چمک نور کی رخسارون پر — چاند تھے قبر کی دیوارون پر

حسن سے مہر ضیا پاتا تھا — چاند بھی دیکھہ کے شرماتا تھا

اوسکو حیرت تھی عجب سکتا تھا — چاند مہتاب کا منہہ تکتا تھا

نور اوس مہ کا دوبالا دیکھا — چاند پر چاند کا ہالا دیکھا

ابر مہتاب سے جب دور ہوا — چاندنی کھل کے عیان نور ہوا

روز روشن ہوئی دیجور کی رات — دن سے نے پائی تھی عجب نور کی رات

خود بخود منہہ قبلہ کیطرف پھر جانا

خود بخود منہہ سوئے قبلہ جو پھرا — جسنے دیکھا یہ کہا صلِّ علیٰ

جسکا دل سوئے خدا رہتا ہے — اوسکا منہہ قبلہ نما رہتا ہے

بخدا نقلِ مکان کرتے ہین — کون کہتا ہے کہ وہ مرتے ہین

نیک ستھے کام ہوا نام بہی نیک | نیک آغاز کا انجام بہی نیک

سونپ کر قبر کا منھ بند کیا | چاند کو خاک کا پیوند کیا

قبر پر اہلِ عزا نے آکر | فاتحہ پڑہ کے چڑہائی چادر

یون تجلّی تہی عیان زیرِ پرند | جسطرح شمع ہو فانوس مین بند

چاند اوس شب کا کہان ہالا تہا | چاند پر ابر کا اک ہالا تہا

بنکے اِس ماہ کے غم کا ہالا | چاند پہرنے لگا بالا بالا

چہپ گیا ابر مین وہ بدرِ کمال | ماہ گہٹ گہٹ کے ہوا غم سے ہلال

اوس سی پڑگئی سیّارون پر | مردنی چہائی رہی تارون پر

نور دیکہا نہ اوجالا دیکہا | خاک پر خاک کا ہالا دیکہا

روئے اس درد سے رونیوالے | چونک اُٹہے قبر کے سونیوالے

مان یہہ چلاّئی دوہائی لوگو | لٹ گئی میری کمائی لوگو

چرخ کے جور و جفا نے لوٹا
ہے دوہائی کہ قضا نے لوٹا

خاک مین گوہر نایاب چھپا
پردۂ ابر مین مہتاب چھپا

مینگئی چاندسی مورت کیسی
ملگئی خاک مین صورت کیسی

شام کیسی یہ سویرا کیسا
چھپ گیا چاند اندھیرا کیسا

دم نہ گھٹ جائے نکالو لوگو
چاند پر خاک نہ ڈالو لوگو

چاند کو خاک مین کسنے سونپا
کیون فلک تو نے بہی دیکھا ایسا

یاد رکھنا اسے اے چرخِ کہن
اس کا میلا نہوا کے تارِ کفن

ورنہ کل حشر کے دن پیشِ خدا
ہاتھ میرا ترا دامن ہوگا

دل نہ میلا کرو مان تم پہ نثار
طبعِ نازک پہ نہ آجائے غبار

یہ ستم کب فلکِ پیر کا ہے
یہ لکھا کاتبِ تقدیر کا ہے

تو جدائی سے مری ہو نہ اداس
دفن مین ہونگی تری قبر کے پاس

بیٹھون گی چھوڑ کے سب زیور زر　　قبر پر تیری مجاور بنکر

خاک پر خاک کا ہوگا بستر　　قبر ہوگی تری اور میرا سر

بھاتی بلبل کو ہے گل کی بوباس　　کیون نہ پروانہ رہے شمع کے پاس

مین تصدق گئی اک کام کرو　　رات کے جاگے ہو آرام کرو

حق تعالیٰ نے تجھے بخشدیا　　قبر مین آئیگی جنت کی ہوا

باغِ فردوس ہے راحت کیلئے　　حور و غلمان تری خدمت کیلئے

ہے خطاپوش وہ ستار ترا　　ہے عطاپاش وہ غفار ترا

تجھکو خالق سے ملے نیک انعام　　رحمت اللہ کی نازل ہو مدام

تھا وہ آغاز یہ انجام کی جا　　قبر ہے راحت و آرام کی جا

رہین دنیا مین نکونام سے تم　　سور ہو قبر مین آرام سے تم

مثل مہتاب کے تابندہ رہے　　حشر تک نام ترا زندہ رہے

شکر صد شکر ہوا فضلِ خدا ۔۔۔ خاک کے ذرّے کو خورشید کیا

نام خالق کرے روشن جسکا ۔۔۔ خاک ڈالے سے کہین چاند چھپا

خواب مین دیکھنا مادر و پدر کا مرحومہ کو ایک ہی شب مین اور باہمی سوال و جواب

قدرتِ حق کا عجب حال سنو ۔۔۔ اہلِ دل خواب کا احوال سنو

اوسکی حکمت کا بیان ہے سمین ۔۔۔ ماتمِ مرگِ جوان ہے اسمین

سامعین عفو کرین میری خطا ۔۔۔ جو سنا مینے جو دیکھا لکھا

مجھسے اتنا ہوا اے قدرشناس ۔۔۔ نور کا نور کو پہنایا لباس

یہ خطاوار سر افگندہ ہے ۔۔۔ پاک عصیان سے کہان بندہ ہے

دوستو یہ مری غمخواری ہے ۔۔۔ ڈہانکنا عیب کا ستاری ہے

کسلئے فکر ہے کیون دل ہے اوداس ۔۔۔ خواب کو سمجھینگے تعبیر شناس

رازِ دل اپنا عیان کرتا ہون — خواب کا حال بیان کرتا ہون

ہے عجب خواب یہ حیرت افزا — خواب ایسا کہین دیکھا نہ سنا

اُسکی مادر نے جو دیکھا رویا — خواب اُسی شب وہی مینے دیکھا

صبح سے دل مرا بیتاب ہوا — شب ہوئی سو رہا اک خواب ہوا

نیند سے آنکھہ جو جھپکی تو ذرا — نور آنکھون مین چمکتے دیکھا

کیا کہون آنکھون نے کیا کیا دیکھا — اوسکی قدرت کا تماشا دیکھا

جلوۂ عالمِ امکان دیکھا — حور بہی دیکھی غلمان دیکھا

مہ و خورشید و فلک سیارے — خلد و فردوس ملائک سارے

کرسی و لوح و قلم عرشِ علے — جنت و کوثر و طوبے دیکھا

جلوۂ نور تجلے دیکھا — فرش سے عرش معلے دیکھا

سب مین اک نور خدا کا دیکھا — دیکھنا تھا جسے دیکھا دیکھا

اک مکان خواب مین مین نے دیکھا
قصرِ جنت کہون اُس کو تو بجا

رنگ زنگاری و اخضر اوسکا
یا مکان صاف زمرد کا تہا

عرش تک فرش سے تہا نور وہان
ہر شجر تہا شجر طور وہان

تہا عجب اوس مین تجلی کا ظہور
کہ نظر آنے لگا نور ہی نور

جلوہ افزا تہا جہان وہ مہتاب
وہ چمک نور کی وہ آب و تاب

اوس مکان مین اوسے مینے دیکہا
تہی وہ اک نور کی پتلی گویا

کچہہ عجب نور کی صورت دیکہی
مین نے اللہ کی قدرت دیکہی

دیکہتا رہگیا پیشانی کو
اور اوس چہرۂ نورانی کو

حلۂ سبز تہا اور سبز نقاب
دیکہنے کی نہ رہی مجہکو تاب

بر مین تہی نور کی اک سبز قبا
سبز پردے مین تہا وہ چاند چہپا

تاج تہا نور کا سر پر واللہ
ماہ کے سر پہ تہی خورشید کلاہ

چاند اوس نور سے شرماتا تہا
آفتاب ابر مین چہپ جاتا تہا

زینتِ نور تہا اوس کا چہرہ
غیرتِ حور تہا اوسکا چہرہ

مین نے یہ پوچہا کہ اے جانِ من
کون سی جا ہے ترا مسکن

طایرِ روح کا کس جا ہے قیام
باغِ جنت ہے کہ طوبیٰ ہے مقام

آشیان کنگرۂ عرش پہ ہے
یا نشیمن ترا اس فرش پہ ہے

خلد کا ہے کہ ارم کا گلشن
کونسا ہے ترے رہنے کا چمن

کس چمن کی تو ہوا کہاتی ہے
بوئے گل کونسی خوش آتی ہے

یا کسی حور کی تحویل مین ہے
یا کسی نور کی قندیل مین ہے

تو بتا دے مجہے اے مہ پارا
کیا ترا عرش پہ ہے گہوارا

یا ملک ہی کہ کوئی حور ہے تو
یا ہے غلمان کہ جو پر نور ہے تو

ہے تجلی سے تری گہر معمور
جلوۂ نور ہے یا شعلۂ طور

تیرا کوثر پہ گذر ہے کہ نہین
اور فردوس مین گہر ہے کہ نہین

تو مرا تنگ قمر ہے کہ نہین
تو مرا لختِ جگر ہے کہ نہین

کون ہو تمین یہ خبر ہے کہ نہین
تجھکو یاد اے گلِ تر ہے کہ نہین

تو بتا دے مجھے از بہرِ خدا
تجھکو کس بات پہ حق نے بخشا

کونسی تو نے سخاوت کی تہی
کونسی تو نے عبادت کی تہی

فضل سے حق نے کیا تجکو سعید
ہو گیا خاک کا ذرہ خورشید

ماں کا بیتابی دل بیان کرنا اور جواب دینا مرحوم کا

مجھسے کچھ بات نہونے پائی
اوسکی ماں رونے لگی چلائی

نرہا صبر کا یارا اوسکو
نام لے لے کے پکارا اوسکو

تجھ پر آتی ہے محبت پیاری
تو بتا نام مین صدقے واری

وہی صورت وہی سیرت وہی خو
وہی گل ہے وہی رنگت وہی بو

مین تصدق ترے میری جانی بعد مرنے کے بہی راحت پائی

عمر جاوید خدا نے بخشی ہا ہا ملگئی تجہکو حیات ابدی

نام اچہا مرے دلبند کیا اپنے خالق کو رضامند کیا

کون لایا مری جانی تجہکو سیر کیا خلد کی بہائی تجہکو

چہوڑ کر مان کو کہان سکہہ پائے تم کئی دن کے گئے آج آئے

مین تصدق ترے اس آنے کے بخت اب کہل گئے ویرانیکے

اب تجہے نام خدا ہوش آیا موت کا خوب بہانہ پایا

میرا گہر تم کو نہ بہایا بیٹا تمنے جنگل کو بسایا بیٹا

گہر سے بہایا تمہین پیارے جنگل خوب جنگل مین منایا منگل

خیر آؤ کہ نہ آؤ بیٹا ہا ہا دل کو دکہلا کے دکہاؤ بیٹا

ہائے وہ حسرت و ارمان تیرے خاک مین ملگئے سب یان تیرے

میری حسرت مری ارمان بھری
پھرتی ہے آنکھوں مین تصویر تری

صورت آنکھوںمین ہے جانی تیری
یاد آتی ہے جوانی تیری

غیرتِ حور مری رشکِ پری
وہ ترا حُسن تری جلوہ گری

چال تیری نہ چلین پاتی ہون
ہر قدم ٹھوکرین مین کھاتی ہون

پھر کہا دیکھہ تو دل کو میرے
مین تصدق ترے صدقے تیرے

تو جہان سے لئے ارمان گئے
تیرے صدقے گئی قربان گئی

صبر و آرام مرا لے کے گئی
درد و غم رنج و الم دے کے گئی

داغِ حسرت مرے دل سے پوچھو
غم کی لذت مرے دل سے پوچھو

اب نہ کھاتی ہون نہ مین پیتی ہون
نام لے لے کے ترا جیتی ہون

خونِ دل پیتی ہون غم کھاتی ہون
لے ترے سر کی قسم کھاتی ہون

بس یہ کھانا ہے یہ پینا میرا
ابتو مر مر کے ہے جینا میرا

شام ہوتی ہے سحر ہوتی ہے
نہین معلوم کدھر ہوتی ہے

آتشِ غم سے بُہنا کرتی ہون
رات دن سر کو دُھنا کرتی ہون

دن سرکتا نہ گھڑی گھٹتی ہے
رات کاٹے سے نہین کٹتی ہے

دن جو آیا تو قیامت آئی
رات آئی تو مصیبت آئی

تو نہ آتی ہے نہ موت آتی ہے
عمر حسرت مین گھٹی جاتی ہے

موت آجائے تو غم سے چھٹ جاؤن
تو جو مل جائے ستم سے چھٹ جاؤن

جان کمبخت یہ جاتی بھی نہین
موت کیا مر گئی آتی بھی نہین

تیری الفت کا ہے آزار مجھے
کر دیا جان سے بیزار مجھے

نہ کبھی تو نے ہنسایا مجھکو
جو ترے غم نے رولایا مجھکو

زندگی تک نہ الم جائیگا
ساتھ دم کے ترا غم جائیگا

حسرت و رنج و غم و درد و الم
سب ترا کرتے ہین باہم ماتم

چھوڑ کر کس کے سہارے بیٹا | سوئے فردوس سدہارے بیٹا
ڈھونڈھتی پھرتی ہون ٹکراتی ہون | نور آنکھون مین نہین پاتی ہون
لوٹتی ہون مین کبھی خارون پر | لوٹتی ہون کبھی انگارون پر
دل مین کچھ مہر و وفا ہے کہ نہین | یاد لے ماہ لقا ہے کہ نہین
میرے گھر آئے تھے دیکھہ دینیکو | صبر و آرام مرا لینے کو
خاک مین مادرِ دلگیر ملی | اور تمھین خلد کی جاگیر ملی
تم رہو خلد کے گلزارون مین | مین بیابان کے رہون خارون مین
باغِ جنت جو ملا پھول گئے | تم مجھے لے گلِ تر بھول گئے
یہ بھی کچھہ طرزِ وفاداری ہے | بات کرنی مین بھی دشواری ہے
مجھہ سے آزردہ ہے جانی میری | گئی برباد کمائی میری
جان جاتی ہے نہ غم جاتا ہے | کیا کرون صبر نہین آتا ہے

دل پہ اب جبر کرونگی بیٹا　　خیر اب صبر کرونگی بیٹا

سوگ میرا نہین بھاتا تمکو　　رحم مجھ پر نہین آتا تمکو

زخمِ دل غم سے مرا آلا ہے　　تجھکو اٹھارہ برس پالا ہے

دل کو بس غم ہے تو تیرا غم ہے　　توہی مہتاب نسا بیگم ہے

جواب دینا مرحومہ کا مان کو

جب سنی مان سے یہ اُسنے گفتار　　بولی وہ اے مری مادر غمخوار

حق کی رحمت ہو ہمیشہ تجھپر　　فضل خالق کا رہے آٹھ پہر

جان تو کس کے لئے کھوتی ہے　　کس کا غم کرتی ہے کیون روتی ہے

خواب سا ہے مجھے دنیا کا خیال　　نہ پدر کا ہے نہ مادر کا ملال

کہان اٹھارہ برس نیک عمل　　مجھکو گذرے وہان اٹھارہ پل

نام سے اب مجھے کچھ کام نہین　　اس جہان مین مرا کچھ نام نہین

وعدۂ حق سے بہانا کیسا
پھر جہان مین مِرا آنا کیسا

ہو گئے بند ملاقات کے باب
درمیان آ گئے ہین لاکھ حجاب

کسطرف دھیان ہے مادر تیرا
اور عالم ہے یہ عالم میرا

قیدِ ہستی سے چھٹی خوب ہوا
جلد دنیا سے اٹھی خوب ہوا

تو نے اس رمز کو پہچانا کیا
جینا کیا چیز ہے مرجانا کیا

بات منھ سے جو نکلجائے ابھی
رنگ دنیا کا بدلجائے ابھی

اور کچھ رنگِ زمانہ ہو جائے
موت کا سب کو بہانہ ہو جائے

بے سبب کیون مرا غم کرتے ہین
اُن پہ رو جینے پہ جو مرتے ہین

کسلئے روتی ہے مادر مجھہ پر
توبہ کر اپنے لئے توبہ کر

جینے کی توبہ وہ بخشا ہی گیا
دیکھلے وہ درِ توبہ ہے کھلا

یون تو الفت ہے مقرر مان کی
ہے محبت اُس سے نشتر مان کی

ہو مبارک مری مادر تجھکو | میرے اللہ نے بخشا مجھکو

پھر باپ کے طرف متوجہ ہوکر بیان کرنا حالتِ قبر و مغفرت و حقیقتِ دوزخ و جنت

کھلکے یہ میرے طرف منھ جو کیا | کیا کہوں حال میں اپنے دلکا
دیکھکر نور کے شعلہ کی دمک | کوند کر رہگئی بجلی سی چمک
برق تھا حسن کا جلوہ کیا تھا | وہ تجلّی تھی کہ غش آتا تھا
باادب سر کو جھکا کر یہ کہا | عرض ہے آپ سے میری بابا
تم مجھے مردہ نہ جانو اصلا | مجھکو اللہ نے زندہ رکھا
ہو رہا ہے یہ مجھے حکم خدا | جلد جا جلد ابھی کعبہ کو جا
سب ہے سامان مری راحت کیلئے | آپ سے آئی ہوں رخصت کیلئے
مجھسے کہنے لگی وہ ماہ لقا | کیا عجب دیکھتے ہو حال مرا

حق سے کیا کیا نہین یان پاتے ہین | ولے بگڑے یہان بنجاتے ہین

رحم مجھپر کیا غفاری کی | مرے ستار نے ستاری کی

ہوگئے سب مرے عصیان زایل | کردئے حق نے گنہ مرے بحلے

مغفرت میری خدا داد ہوئی | نار دوزخ سے مین آزاد ہوئی

موت کا روز ہے وہ روز نجات | قبر کی رات ہے معراج کی رات

جب سے مجھے قبر مین تم نے رکھا | سب چلے چھوڑ کے مجھکو تنہا

حال سے آسکے خدا ہے آگاہ | گور کی رات وہ خالق کی پناہ

کھینچکر مجھکو قضا لائی تھی | مین تھی اور قبر تھی تنہائی تھی

کوئی حسرت کے سوا آس نہ پاس | خوف وہ یاس وہ دہشت وہ ہراس

ذائقہ موت کا ہر دم لب پر | اور نکیرین کی پرسش کا خطر

وہ بھی اس قبر کا دکھ پائے کہین | یا خدا موت کو موت آئے کہین

لاکے یاں چھوڑ دیا ہاتھ مرا ۔۔۔ موت نے بہی نہ دیا ساتھ مرا

کوئی مونس نہ تہا غمخوار تہا ۔۔۔ جز خدا کوئی مددگار نہ تھا

دور ماں باپ سے ہیہات رہی ۔۔۔ ساتھ اللہ کی اک ذات رہی

دو فرشتوں نے یہ آکر پوچھا ۔۔۔ ہے خدا کون بنی کون ترا

کس پہ نازل ہوا قرآں کیا ہے ۔۔۔ دین کیا ہے ترا ایماں کیا ہے

کہولکر دوزخ و جنت کے در ۔۔۔ مجھ سے جہنجلا کے کہا دیکھ ادہر

نور دیکھا کبھی ظلمت دیکھی ۔۔۔ قہر دیکھا کبھی رحمت دیکھی

بوئے جنت مجھے خوش آتی تہی ۔۔۔ نارِ دوزخ سے مین گھبراتی تہی

آہ تہی لب پہ کبھی نالہ تہا ۔۔۔ دل مرا شعلۂ جوالہ تھا

خوف سے دل جو ہم آغوش ہوا ۔۔۔ حق کی رحمت کو وہان جوش ہوا

راہِ دوزخ سے مجھے پہیر لیا ۔۔۔ اُسکی رحمت نے مجھے گھیر لیا

آئی آواز نہ غم کہا میں ہوں
ای مرے بندے نہ گھبرا میں ہوں

یک بیک دل ہوا روشن میرا
کلمہ پڑھ کے کیا شکرِ خدا

کلمہ ہوگیا منھہ سے جاری
ہوگئی قبر منوّر ساری

نور سے قبر کو روشن پایا
غل ہوا شافعِ محشر آیا

بھر گیا نور سے سارا مدفن
بنگیا دشت وہ دشتِ ایمن

قبر وہ حجلہ عروسانہ بنی
قبر وہ نور کا کاشانہ بنی

ہوگیا قبر کا دامن گلشن
ہوگئی قبر وہ جنت کا چمن

بحرِ رحمت نے جو کی طغیانی
نور سے قبر ہوئی نورانی

دیکھے جنت سب مجھے خرسند کیا
درِ دوزخ کو وہین بند کیا

آبِ کوثر سے مجھے نہلایا
خلعتِ نور سب مجھے پہنایا

تاج وہ نور کا پایا سر پر
ہوگیا سایۂ طوبےٰ سر پر

جلوهٔ طور نظر آتا تھا — نور پر نور نظر آتا تھا

کبھی جنت کے اشارے تھے ادہر — جلوهٔ فردوس دکھاتا تھا ادہر

کیا مہکتا تھا وہان باغِ نعیم — جھوم کر آتی تھی جنت سے نسیم

وہ نسیمِ سحری کا آنا — نکہتِ خلدِ برین کا لانا

بوئے خوش لیکے کبھی آتی تھی — عطر مین ڈوبی ہوئی آتی تھی

باغِ فردوس مین جانا اُسکا — وہ مہکتے ہوئے آنا اوسکا

کبھی جنت کا پتا دیتی تھی — بوئے گل لاکے سنگھا دیتی تھی

حورین غرفون سے بلاتی تھین مجھے — میوے جنت کے دکھاتی تھین مجھے

خلد فردوس مین گھر تیرے ہین — یہ ریاضت کے ثمر تیرے ہین

واہ رے واہ ترا بختِ رسا — ڈوبکر تیرا ستارہ چمکا

تنگ کر ہوگیا انجام بخیر — ہو مبارک تجھے فردوس کی سیر

عیش بھی ملگیا راحت بھی ملی — خلد بھی ملگیا جنت بھی ملی

ہوگئے سب حور و ملک میرے ساتھ — لیکے جنت مین گئے ہاتون ہاتھ

اللہ اللہ کرمِ یزدانی — نور کی شام سحر نورانی

نور کا جوش وہ رحمت کا وفور — وہ خوشی دل پہ وہ راحت وہ سرور

شام راحت کی سحر فرحت کی — اللہ اللہ وہ فضا جنت کی

وہ فضا اور وہ بہارِ گلشن — وہ مہکتا ہوا خوشبو سے چمن

نہرِ فردوس کا وہ لہرانا — ٹھنڈی ٹھنڈی وہ ہوا کا آنا

وہ درختون کا ہوا سے ہلنا — دونون وقتون کا وہ باہم ملنا

وہ شجر نور کے وہ سبز لباس — بھینی بھینی وہ گلون کی بو باس

صحنِ گلشن مین گلون کے انبار — ہے ہر اک گل مین عجب رنگ بہار

کہین لالہ کہین نسرین و سمن — وہ کہین غنچون کی گل کا جوبن

پہول ہے سرخ تو پتی ہے ہری	اللہ اللہ رے صنعت تیری
بات غنچون نے عجب پائی ہے	دہنِ تنگ مین گویائی ہے
جب ہوا غنچون کو چہو جاتی ہے	بارک اللہ کی صدا آتی ہے
آتشین گل ہین چراغِ گلشن	جائے فانوس گلون کے دامن
قطرے شبنم کے ہین گلکارِین	چاند ہین پردۂ زنگاری مین
گل نے بو باس عجب پائی ہے	روحِ گل کہنچ کے یہان آئی ہے
وہ مہکتی ہے کبہی گل ہوکر	روحِ گل پہرتی ہے بلبل ہوکر
آتشیان نور کے اشجار و مین	پہول لالہ کے وہ منقار و مین
وہ سحر اور وہ مہکنا گل کا	جہومنا وجد مین ہر بلبل کا
دل مین بلبل کے وہ آزار نہین	گل کے پہلو مین کہین خار نہین
پہول پہولے نہ سماتے تہے وہان	لالے پر داغ کا دیکہا نہ نشان

گل ہنسے غنچون نے منہہ کہولدئے
خوش ہوئے مرغِ چمن بولدئے

وہ چہکتے ہوئے مرغانِ سحر
اُڑتے ہین خلد کے اندر باہر

گل سے کہٹکا نہ خلش خارونسے
پہول چُن لیتے ہین منقارونسے

کہین بلبل کی خوش آوازی ہے
کہین طاؤس کی طنازی ہے

سارے گلشن کو لُٹا دیتے ہین
باغ کو سر پہ اُٹہا لیتے ہین

اونکے نغمون مین ثنائے معبود
صوتِ سرمد کہین لحنِ داؤد

وان کے سب طایرِ طناز جدا
نغمہ سوز جدا ساز جدا

پاؤن یاقوت کے پکہراج کا سر
لعل کی چونچ زمرد کے پر

اور پہر اُسپہ خطوطِ زرین
پر چمکتے ہین مثالِ پروین

واہ کیا صنعتین رحمان کی ہین
سینہ پر آیتین قرآن کی ہین

اُسکے دیدار کے سب جویا ہین
بات کرتے نہین پر گویا ہین

گر بہشتی کرے طایر پہ نظر | سامنے آتا ہے بریان ہوکر

کبھی دنیا مین نہ کھایا نہ سنا | ذایقہ اوسکا نیا لطف نیا

وہین ہوتا ہے نظر سے معدوم | کہکے اُڑجاتا ہے حی القیوم

جلوۂ نورِ جنابِ معبود | عرشِ اعلیٰ وہ مقامِ محمود

ہے تجلی پہ تجلی کا ظہور | نور پر نور ہے بس نور پہ نور

تھے ملائک کہین غلمان کہین حور | آئے ہاتون مین لئے جامِ طہور

ڈالیان پھولی پھلی ہلنے لگین | حورین جھک جھک کے گلے ملنے لگین

آنکھین جن میوؤن پہ للچاتی ہین | ڈالیان جھوم کے آجاتی ہین

توڑلین ایک تو دہ چند بڑہے | وان کا میوہ کبھی سوکھے نہ سڑے

رنگ مین لعل سے خوش رنگ مکان | نہرین وہ نور کی وہ آبِ روان

کہین کوثر ہے کہین نہرِ لبن | نور کی شمع ہر اک جا روشن

خوب سرسبز ہین جنت کے چمن | تر و تازہ ہین گلون سے گلشن

حورین لے لے کے سبو آتی ہین | روحین سب بہرِ وضو آتی ہین

شکر خالق کا ادا کرتی ہین | روحین سب ذکرِ خدا کرتی ہین

کرتی ہین حمد و ثنائے غفار | کہین تسبیح کہین استغفار

ہے رکوع اور قعود اور سجود | ہے کہین ذکر کہین وردِ درود

کہین اسرار کہین راز و نیاز | حق سے واصل کوئی حق کا دمساز

حسن پر اپنے وہ حورونکو ناز | کہین غلمان کے وہ ناز و انداز

سب کو حاصل ہے خدا کا دیدار | پل مین ہوتی ہے تجلّی سو بار

کوئی موتی کا کوئی مرجان کا | ہر مکان نور کے سانچے مین ڈھلا

شامیانہ کہین مہتابی ہے | ہے کہین سرخ کہین آبی ہے

فرش ہے مخملِ کاشانی کا | ہے گمان تختِ سلیمانی کا

چاندنی قاقم و سنجاب کی ہے — روشنی فرش پہ مہتاب کی ہے

کہین مہتاب کسی جا پہ نجوم — شمع کی جا ہے ستارونکا ہجوم

کہین بلور کے قندیلون کی — روشنی نور کے قندیلون کی

اور زینت ہوئی کاشانونکی — روحین سب جمع ہین پروانونکی

مثلِ خورشید جہان روشن ہے — نور سے سارا مکان روشن ہے

سنگ ریزے نہین مہ پارے ہین — خاک کے ذرّے نہین تارے ہین

مشک کی ہے کہین کافور کی خاک — نور کے سارے زمین و افلاک

حال جنت کا عیان ہو کس سے — اوسکی رحمت کا بیان ہو کس سے

تیری رحمت تری قدرت کے نثار — میرے صانع تری صنعت کے نثار

مین کبھی حکمِ خدا پاتی ہون ہا — خلد سے سیر کو آجاتی ہون

سیر کو باغِ ارم کا گلشن — گھر ہے فردوس تو جنت مسکن

خلد کی روز ہوا کہاتی ہون — نعمتین روز نئی پاتی ہون

حق سے کیا کیا نہ جزا ملتی ہے — آب ملتا ہے غذا ملتی ہے

ہر سحر لاتی ہین حورین مرے پاس — حُلّے فردوس کے جنت کے لباس

صبحدم حکمِ خدا پاتی ہین — حورین رحمت کے طبق لاتی ہین

بندہ مایوس نہو دل مین کبہی — بخشدے چاہے جسے پل مین ابہی

کر تو اللہ کی رحمت پہ نگاہ — لاوبالی ہے خدا کی درگاہ

تو نے جانا یہ فسانہ کیا ہے — اسکی رحمت کا ٹہکانہ کیا ہے

کیا بیان مجھ سے ہون اسرارِ خدا — ہے میسر مجہے دیدارِ خدا

کس فصاحت سے حقیقت یہ کہی — وہ بلاغت وہ زبانِ عربی

حال اُسنے جو گلے مل کے کہا — پڑگئی نور کی آنکہون پہ ردا

خواب سے مینے جو دیکہا اُٹہکر — سارا خوشبو سے معطر تہا گہر

گہر مرا نور سے معمور ہوا
نور سے رشک دہ طور ہوا

ہاتھ ملتا رہا اوسکو کھو کر
گم ہوا نور کا جلوہ ہوکر

دیکھا اوس روح سے کیا کیا ظہور
روز افزون ہو خورشید کا نور

دیکھا قرآن کی تلاوت کرتے
کبھی کعبہ کی زیارت کرتے

بار ہا رحمت باری دیکھی
اوسکی لوگون نے سواری دیکھی

دفن جس جا وہ مری جانی ہے
خاک اُس دشت کی نورانی ہے

وان کے ذرون سے ستارے ہوئے مانند
حسن سے لگ گئے جنگل کو چاند

بنگیا خار بیابان گلشن
بنگیا دشت وہ جنت کا چمن

اِس زمین پر ہے خدا کی رحمت
اِس چمن مین ہے بہار جنت

اِس زمین مین ہین نہان راز نہان
دفن اِس جا پہ ہین حق کے مسافر

جسنے دیکھا نہو دیکھے آکے
یان سے جاتے ہین مرادین پاکے

برگ لاتا ہے تو بر پاتا ہے | پھول لاتا ہے ثمر پاتا ہے

لیکے امید جو یان آتا ہے | پیاسا دریا سے نہین جاتا ہے

صبح جنت سے ہوا آتی ہے | ساتھہ وہ پھولون کی بولاتی ہے

قبر پھولون سے جو بن جاتی ہے | عطر کی صاف مہک آتی ہے

عود و عنبر سے مہکتے دیکھا | قبر سے نور پہ چمکتے دیکھا

یا نبی رحم خدارا اسیر | ہے یہ امت مین تری خستہ جگر

رحم کر اس پہ تو ای میرے خدا | بخشدے تو اسے بندہ ہے ترا

نور سے قبر منور کردے | قبر مین نور کا بستر کردے

کون جانیگا ترا راز و نیاز | بخشدے چاہے جسے نکتہ نواز

ہدایت برائے احباب وہم خاتمہ کتاب

دل مرا غم سے جو رنجور ہوا | قصہ لکھنے پہ مین مجبور ہوا

جب قلم اِس پہ اُٹھایا مینے | سونیوالونکو جگایا مینے

پورا لکھا نہ گیا رنج و محن | غم رہا سینہ مین خرمن خرمن

درد و رنج و الم و غم لکھا | اور لکھنا تھا بہت کم لکھا

دل مین ہے درد و غم و رنج و ہراس | کیا لکھے جسکے بجا ہو نہ حواس

نہ لکھو دوستو قصہ غم کا | جسنے لکھا وہ کہین کا نہوا

جب سے مینے یہ لکھا افسانا | پھر کسی کام کا یہ دل نرہا

فائدہ کیا دلِ مضطر پایا | جی جلا جان جلی غم کھایا

رہ گئے زخمِ جگر چھل چھل کے | پھوٹے بن بن کے پھپھولے دل کے

بحرِ غم مین جسے گرتے دیکھا | پھر کبھی اوسکو نہ ترتے دیکھا

بحرِ غم سے نہ اُبھرتا دل کا | دل سے مین مجھہ سے گزرنا دلکا

ہائے بے موت موا دل میرا | زندہ در گور ہوا دل میرا

وہ جلے قلب و جگر مل مل کے　اور بھڑکنے لگے شعلے دل کے

آتش ہجر سے جی جلتا ہے　اور کلیجہ بھی کوئی ملتا ہے

شمع کی طرح پگلتا ہے دل　مجھکو بو آتی ہے جلتا ہے دل

غم نے کیا ہون کھایا دل کو　لاکھ ڈھونڈھا نہین پایا دل کو

اپنی ہستی سے گزر جاتا ہے　نہین معلوم کدہر جاتا ہے

میرے اور دل کے ہی باہم تکرار　مجھ سے دل اور مین دل سے بیزار

ایک دل لاکھ ہین غم کے ریلے　روکے کس کس کو کہان تک جھیلے

دل یہ کس کس کی کرے غمخواری　ایک دل میرا خدائی ساری

مین نے پایا دل مضطر جیسا　دل خدا دے نہ کسی کو ایسا

دل تری چرب زبانی کبتک　بس ترے غم کی کہانی کبتک

دیکھکر یہ مرے غم کا سینہ　غم سے بس شق ہے قلم کا سینہ

ہین سیہ سوزشِ غم سے آنسو | ٹپکے پڑتے ہین قلم سے آنسو

بس قلم روک لے کر غم کو سلام | قصۂ غم ہوا بس آج تمام

غم سے منہہ موڑ لیا ہے مینے | بس قلم توڑ دیا ہے مینے

بخدا فخر سے سو بار کہون | غم کے افسانہ کا موجد مین ہون

سب سے یہ رنگ نیا ہے کہ نہین | یہ مرا فخر بجا ہے کہ نہین

سرِ مو فرق نہین اسمین ذرا | جو سنا مین نے جو دیکھا لکھا

سن کے یہ ٹکرے جگر ہوتا ہے | سچے باتونکا اثر ہوتا ہے

کوئی سنتا نہین فریاد مری | داد دین صاحبِ اولاد مری

یہ صلہ صبر خدا دو مجھکو | فاتحہ پڑہ کے دعا دو مجھکو

رحم کر مجھ پہ خداوندِ جلیل | تجھ سے شرمندہ ہے یہ عبدِ ذلیل

اپنے عصیان سے گران باری ہے | تیری رحمت کی طلبگاری ہے

توبہ کردیمین یہ خطر کیا ہے		اوسکی رحمت کا بڑا دریا ہے
تیرے سجدیمین سر افگندہ ہون		تو خدا ہے مین ترا بندہ ہون

داور ابخشدے داورے گنہ

کر گنہگار پہ رحمت کی نگہ

تمت بالخیر

تاریخ وفات مرحومہ یعنی نورچشمی مہتاب النسا بیگم

یہہ جوان مرگ کے ہے مرگ کا حال		قصہ غم والم ہے مین ہے سال
		۱۲ ۱۳ ہ
	ولہ	
کی ہے تاریخ یہ داور نے رقم		اسکا سنہ ہے عجب افسانہ غم
		۱۲ ۱۳ ہ
	ولہ	
حال رحلت مین لکھا قصہ غم		قصہ غم سے برپا اور الم
		۱۲ ۱۳ ہ

ولہ

داآوراب زیب قلم ہو تاریخ ناوک قصہ غم ہو تاریخ

۱۲ ۱۳ھ

قطعہ تاریخ طبع مثنوی

داور نے لکھا فسانہ غم جب چاند ہوا زمین کا پیوند

ہو قصہ غم کے طبع کا سال سوز غم نوجوان دلبند

۱۹ ۱۳ھ

قطعہ تاریخ طبع مثنوی (قصۂ غم) مصنفہ نواب داور الملک بہادر۔ از طبعزاد نواب فصیح الملک بہادر استاد جہان بلبل ہندستان داغ صاحب دہلوی

داور الملک نے لکھا کیا خوب | رنج دختر مین یہ الم نامہ
طبع کا سال داغ نے لکھا | کیا ہی اندوہناک غم نامہ

قطعہ تاریخ طبع مثنوی (قصۂ غم) مصنفہ نواب داور الملک بہادر۔ از طبعزاد عالیجناب راجہ راجایان مہاراجہ کشن پرشاد۔ شاد نواب مدار المہام سرکار آصفی تلمیذ حضرت آصف خلد اللہ ملکہ و سلطنتہ

لکھی داور الملک نے مثنوی | کہ پڑھنے سے جسکے ہو دل چاک چاک
ہوئین انکی لڑکی جو انمرگ ہائے | اسی کا ہے ذکر اسمین بس ہولناک
یہ ہے مثنوی یا کہ ماتم سرا | ہوا ماہ دو ہفتہ پیوند خاک
ہوئی جب مجھے فکر تاریخ طبع | کہا دل نے مجھسے (غم دردناک)

۱۳۱۹ھ

وله

شنو درد کن چاپ این مثنوی | مگو مثنوی پر ز غم داستان

جگر چاک از خواندنش مرد و زن | همه سینه کوبان و مویه کنان

سن طبع و ترتیب این غمکده | بجو شاد از - داغ درد نهان

۱۳۱۹ھ

قطعه تاریخ ختم مثنوی قصهٔ غم از طبعزاد جناب لطیف احمد صاحب اختر خلف امیر مینائی مرحوم

ہائے یہ رنج و الم کی داستان | مثنوی ہے یا قیامت کی شبیہ

سال ترتیب اسکا اختر نے لکھا | کھچ گئی اک درد و حسرت کی شبیہ

۱۳۱۸ھ

قطعه تاریخ طبع از طبعزاد جناب حفیظ الدین صاحب یاس حیدرآبادی

رنج دختر مین نیا قصهٔ غم | داور الملک بہادر نے لکھا

طبع کی یاس نے لکھی تاریخ | یہ عجب نامۂ غم طبع ہوا

۱۳۱۹ھ

ولہ

چو این نظم غم داور الملک ساخت	مرتب بصد رنج و آشفتگی
رقم یاس تاریخ طبعش نمود	پر آلام جان طبع شد مثنوی

۱۳ ۱۹

قطعہ تاریخ طبع از طبعزاد جناب سید جلال الدین صاحب توفیق حیدرآبادی

کیا ہی دلسوز مثنوی لکھی ہا	میرے نواب نے خدا کی قسم
کیا عجب گرمیٔ مضامین سے	ہاتھ مین شمع سان جلا ہو قلم
گل مضمون کہلاتی جاتی ہے	ہے زبان موجۂ نسیم ارم
اسقدر صاف ہی کلام کہ بس	صفحۂ پر آئینہ کا ہے عالم
سرخیٔ داستان سے ظاہر ہے	خون چکان ہے یہ قصۂ پر غم
کاوش چرخ پیر کی دولت	اک جوانمرگ کا ہے یہ ماتم
ہے سیہ پوش حرف حرف سکا	اسکی ہر بیت ہے صف ماتم

مرگ پر کس کے رو رہے ہین حرف ‌ ‌ نقطون مین ہے سرشک کا عالم

دل گرفتہ ہر ایک دائرہ ہے ‌ ‌ صورت چین گیسوے پر خم

چل رہا ہے جگر پہ آرہ سین ‌ ‌ بار غم سے میان دال ہے خم

کاف نالان ہے اپنی مرکز سے ‌ ‌ سر پہ بیٹھا ہے تیر درد و الم

صبح غم ہے بیاض مین سطور ‌ ‌ ہے سواد مداد شام الم

اے فلک انقلاب ایسا ہی ‌ ق ‌ یہ بھی ظالم طریق ظلم و ستم

وہ جئے جو کہ مردہ کہلائے ‌ ‌ وہ مرے جو کہ ہو مسیحا دم

ہو خسوف لحد مین حیف وہ ماہ ‌ ‌ چاندنی جسکا ہو غبار قدم

کیون نہ خامہ کی طرح شق ہو زبان ‌ ‌ گر بیان ہون حروف قصۂ غم

کیون دوتا قد چرخ پیر نہو ‌ ‌ قاف ہے اسکا کوہ قاف الم

گریۂ صاد سے یہ ظاہر ہے ‌ ‌ ہے سفید اسکا دیدۂ پر غم

پیٹتے ہیں حروف سر اپنا	ہائے ہے ہائے ہائے کا عالم
نقطہ عین سے یہ ظاہر ہے	سر پہ توڑا ہے کوہ درد و الم
سر گرانی سے سر جھکایا ہے	بار غم سے میان ڈال ہے خم
شور برپا ہے کس کے ماتم میں	نالہ صورت ہے صریر قلم
الغرض کیا لکھوں میں تحریر سے	کیا کروں ہائے سال طبع رقم
جبکہ ہر لفظ و فقرہ اندوہ	جبکہ ہر حرف داستان الم
کلک پر درد نے لکھا توفیق	آہ وہ دلگداز قصۂ غم

۱۹ ۱۳

تاریخ ختم مثنوی از توفیق صاحب

ہوئی جب ختم مثنوی توفیق	دل سے دکھلائے جلوۂ ناموس
خامہ نے شانہ بنکے سلجھائے	گیسوئی داستان مرگ عروس

۱۸ ۱۳

قطعہ تاریخ وفات مہتاب النسا بیگم مرحومہ از طبعزاد نیر صاحب فرستادہ

نواب نظام یار جنگ حسام الملک
خان خانان بہادر

دلا از دیدهٔ عبرت ببین اوضاع این عالم — که گل دارد هزاران داغ و بلبل خار صد ماتم

ثمر از شاخ سبز افتاد و پیوند زمین گشته — قمر از آسمان افتاد و رفت اندر مغاک غم

هلال سال گل گر از شبستان غم اے نیر — ازین عالم فنا شد آه مهتاب النسا بیگم

۱۲ ۱۳ ۱۰

ایضاً

گردید منخسف قمر عفت و حیا — در عین عنفوان شباب و جمال آه

در چشم مادر و پدر از مرگ نور عین — گشته سیاه روز و شب و ماه و سال آه

نیر ز چرخ چارمی آورد سال حال — مهتاب زیر خاک شد در کمال آه

۴ ۹ ۸ ۱ ۶

تاریخ وفات مهتاب النسا بیگم مرحومه دختر جناب نواب مستطاب معلی القاب نواب اور الملک بہادر دام اقباله و اجلاله طبع زاد سید علی حسن صاحب

لکھنوی عابدی المتخلص بہ مریخ

داور الملک بہادر نے لکھی مثنوی ایسی — جسکا مداح ہر اک عاقل و فرزانہ ہے

مطلع سے مقطع تک ہے نور کے سانچے مین ڈھلی — روح فردوسی و خاقانی بھی پروانہ ہے

روزمرہ بھی فصاحت بھی بلاغت بھی ہے — مثنوی ہے کہ یک نور کا افسانہ ہے

گل و بلبل بھی ہین اس غم مین شریک ماتم — شمع غم ہے کہین روشن کہین پروانہ ہے

مدح ممدوح مین مریخ زبان ہے قاصر — بس قلم روک لے سودائی دیوانہ ہے

از روی جان لکھی تاریخ تو ہاتف نے کہا — صدمہ رنج و غم و درد کا افسانہ ہے

۱۲۱۸ — ۹۴

تاریخ طبع مثنوی از طبعزاد جناب نواب لقمان الدولہ بہادر دل

دختر نوجوان کے ماتم مین — مثنوی ہے یہ پر ز رنج و الم

داور الملک کی ہے یہ تصنیف — سال ہے حال دل فسانۂ غم

قطعہ تاریخ طبع مثنوی از طبعزاد جناب نواب اسد یار الدولہ بہادر اسد تلمیذ داغ صاحب

داور الملک میرے قبلے نے
لکھی ہے زبان فصاحت مین
خوب لکھا ہے اک فسانۂ غم
اور بلاغت مین بھی نہین ہے کم
غم دختر کا ہے یہ افسانہ
طبع کا سال یہ آسد نے کہا
جسنے اسکو سنا کیا ماتم
چھپ گیا لاجواب قصۂ غم
۱۳۱۹ھ

ولہ

غم و رنج دختر مین جو مثنوی
ہوئی فکر جب طبع کے سال کی
لکھی داور الملک نے مرحبا
غمِ نور دیدہ - آسد نے کہا
۱۳۱۹ھ

قطعہ تاریخ طبع مثنوی از طبعزاد جناب نواب مظفر یار جنگ بہادر - اشرف تلمیذ داغ صاحب

رنج دختر مین ایک افسانہ
داور الملک نے کیا ہے رقم
سال فصلی یہ اسکا کہہ اشرف
دیکھ اچھا چھپا ہے قصۂ غم
۱۳۱۰ف

قطعہ تاریخ طبع مثنوی از طبعزاد جناب نواب مظہر یار جنگ بہادر - مظہر

مثنوی قصۂ غم ہے جدید
داورالملک اسکے موجد ہیں بجا
طبع کی تاریخ مظہر نے کہی
چھپ گیا افسانہ غم کا بے بہا
۱۹ — ۱۳ھ

قطعہ تاریخ طبع مثنوی من تصنیف میر امداد علیصاحب۔ زار

داورالملک بہادر کو حیف
دہا تقدیر نے صدمہ جانکاہ
راہیٔ خلد ہوئی دخت نیک
دوست سب کہتے ہیں انا للہ
مثنوی آپنے اس غم میں کہی
قصۂ غم ہی ہی حق ہے گواہ
سِنِ تاریخ یہ ای زار کہی
آج کیا قصۂ غم دیکھا آہ
۱۹ ۱۳ھ

قطعہ تاریخ طبع مثنوی از طبعزاد جناب شیخ داود صاحب ڈاکٹر محلات مبارک سرکار عالی

زبان قلم سے عجب غم اٹھا ہے
جو قرطاس دل کو سیہ کر دیا ہے
نہیں مثنوی بل سراپا ہے اندوہ
گویا ذات غم کا یہ فوٹو کھچا ہے
یہ تاریخ داؤد بہت سہل تر ہے
عجب قصۂ غم بآسان لکھا ہے
۱۰ ۱۳ ف

قطعہ تاریخ طبع مثنوی از طبعزاد جناب محمد شرف الدین صاحب
آسی فرزند جناب یاس صاحب

غم و نعت میں داور الملک نے | لکھی مثنوی کیا ہی پر درد و آہ
کہا آس نے طبع کا سال یوں | چھپا قصۂ غم نیا آہ آہ

قطعہ تاریخ طبع مثنوی از طبعزاد جناب میر حسن علی صاحب صفا

یہ داور الملک کی ہے تصنیف | یہ قصۂ غم پر از محن ہے
ہاتف نے کہا صفا سے لکھیے | مرغوب جہاں ہوا - میں سن ہے

قطعہ تاریخ طبع مثنوی از طبعزاد جناب حکیم نور محمد صاحب نور به نور علی نور

داور الملک ہیں سخنور عصمت | قصۂ غم کا نسخہ خوب لکھا
لکھی چھپنے کی نور نے تاریخ | آہ غم کا چھپا قصہ کیا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تقریظ مع قطعہ تاریخ از جناب محمد علی صاحب ملازم و فتر صدر محاسبی سرکار عالی حیدرآبادی

المتخلص بہ آصف

یہہ کتاب کوئی فسانہ خیالی ہے اور نہ مصنوعی حکایت عشق و عاشقی ہے بلکہ یہہ ایک رنج والم واقعے اور ماتم جشمید کا بیساختہ فوٹو ہے جسکو عالیجناب نواب داور الملک بہادر المتخلص بہ داور مقرب آستان معدلت نشان اعلحضرت میر محبوب علیخان نظام الملک آصف جاہ سادس خسرو ملک دکن مد ظلہ العالی نے اپنے دختر نیک اختر کے واقعہ وفات حسرت آیات کے غم جانکاہ مین تصنیف فرمایا ہے۔

مختصر کیفیت اس سانحہ غم کی یہہ ہے کہ نواب صاحب ممدوح کی ایک صاحبزادی مسماۃ مہتاب لقا بیگم صاحبہ مرحومہ حسن سیرت و اخلاق سے آراستہ اور اوصاف حمیدہ سے پیراستہ تہین مرحومہ کی شادی نواب صاحب کے برادرزادے نواب مظہر یار جنگ بہادر سے ہو کے کوئی نو مہینے کا عرصہ ہوا تہا کہ مرحومہ نے اس دنیائے ناپائیدار سے انتقال فرمایا۔

ناظرین خیال فرما سکتے ہین کہ ایسی عزیز و لایق لڑکی اور ایسی حالت نوعروسی مین ماں باپ کو اپنا

جدائی کا داغ دیا ہے تو اونکے دلکا کیا حال ہوا ہوگا۔

ایک مدت تک نواب صاحب ممدوح اپنے نورچشمی کی یاد مین آہ وزاری کرتے رہے بالآخر طبع موزون نے حسب حال اوس مرحومہ کے اشعار لکہنا شروع کردئے جو فطرتی موزون مزاجون کیلئے غم غلط کرنیکا ایک عمدہ ذریعہ ہے۔ چندروز مین ایک خاصی مثنوی مرتب ہوگئی جو اسوقت ہمارے پیش نظر ہے۔

ہم نے جہان تک غور کیا اس مثنوی کو اپنی طرز مین جدید پایا کیونکہ خیالی مضامین اور نقل وحکایات کے طور پر زبان اردو مین ہی بیسون مثنویان لکہی گئی ہین۔ لیکن اس طرز خاص یعنے غم انتقال دختر مین ابتک کوئی مثنوی ہمارے نظر سے نہین گزری۔ بیشک نواب صاحب اس طریقہ کے موجد ہین اور آیندہ جو لکہینگے آپ کے مقلد ہون گے۔

نواب صاحب ممدوح کی دختر مرحومہ کے روحانی حالات جیسے اکثر لوگون نے دیکھا ہی کہ وہ ... بیت اللہ شریف مین نظر آئین۔ اور اپنے اوستانی وغیرہ کے خواب مین ہی وہ باتین کہین جس مین وہ سب جینہ وقوع مین آئین ان علامات مقبولیت کے نظر کرتے اس مثنوی کے لکہے جانیکو ہی مرحومہ کا ایک تصرف روحانی تصور کرنا بیجا ہوگا کیا معنے کہ ابقاے نام ونشان ہی مقبلان بارگاہ رب العزت کی نشانیون سے سے ہے اور یہہ بات بغیر فضل ایزدی وعنایات صمدی نصیب نہین ہوتی ؎ رحمت حق بہانہ می جوید۔ کیا تعجب

کی بات ہے دنیا کی تاریخ میں صدہا مثالیں اس طرح کی موجود ہیں - تعز من تشاء وتذل

من تشاء - اوس خلاق عالم وقادر مطلق کی شان ہے جسکو چاہتا ہے دولت وعزت

دارین سے سرفراز فرماتا ہے ؎ طاعت پہ ناز کام ہے مردِ فضول کا ۔ خالق کو

اختیار ہے رد وقبول کا -

اس واقعہ کا واقعی اور بلا تصنع ہونا اسکی بیساختگی بیان سے خود ظاہر ہے اور چونکہ یہہ

ایک بیان غم والم ہے اسلئے اسمین نواب صاحب نے مضامین ومحاورات کا

برتاو اس عمدگی سے فرمایا ہے کہ جو حضرات اہل درد اسکو دیکھین یا سنین ممکن نہین کہ آنکھہ

آنسو نہ ٹپک جائے -

روزمرہ اردو زبان نہایت فصیح وبیساختہ ہے - حاصل اس مثنوی کی خوبی اسکے

دیکھنے سے تعلق رکھتی ہے راقم نے تقریب طبع ایک تاریخ ذیل مین درج کی ہے وہو ہذا

موسد اس قصہ الم کے ہین
داستان غم والم ہے یہ
رنج وغم کا بیان بطرز جدید
لکھا واصف نے طبع کا یہہ سال

داور الملک داور اکرم ۔ ۔
سطر اسکی ہے یا صف ماتم
اسمین دیکھا لب خدا کی قسم
بے بدل ہے جدید قصہ غم

۱۳ ۱۶ ھ

تقریظ مع قطعہ تاریخ ختم مثنوی از جناب غیاث الدین صاحب حیدر آبادی

میری اس ناچیز تقریظ کو ارباب دانش بڑی وقعت سے نظر سے ملاحظہ فرماوین کہ ہمارے دیسی حکام بہی لیاقت و موزنیت مین اسقدر مواد رکہتے ہین کہ بجز باہمی تجربہ کے کسیکو ظاہر نہین ہوتا جو اسوقت عالیجناب نواب داور الملک بہادر مقرب شاہ دکن سلطان زمن مدظلہ العالی نے نسخہ قصہ غم تصنیف فرمایا ہے یہہ ایک نیا نقشہ باندہا گیا ہے اس مثنوی کے موجد نواب صاحب معز ایک اچہی صورت مین ہوئے ہین اور انکی زبان دانی اور انکی موزونیت طبع و بلندخیالی و پرمغزی بہت اعلی درجہ پر ہے زبان دان دلی ولکہنو سے کچہہ کم نہین بلکہ نواب صاحب ممدوح کا مماثل نہین۔

اس خاکسار کو اسوقت اسقدر کافی مہلت نہین ملی اس گہرہای مضمون کو رشتہ نظم مین منسلک کیا جاسے مگر تاہم حسب حوصلہ ایک قطعہ تاریخ ذیل مین درج ہے

تاریخ

داور الملک سے جو قصہ غم	پوچہا تصنیف کا جو افسر سال
مثنوی کی نئی ہوی ترتیب	کہا ہاتف نے ہو عجیب تہذیب
	۱۳۱۹ھ

تقریظ مع قطعہ تاریخ از جناب سید محمد تقی صاحب حیدر آبادی ؎

گر پسر نو د سالہ بمیرد عجبی نیست　　این ماتم سخت است کہ گویند جوانمرد

یہ اوس نوجوان پر حسرت و ارمان کی بے وقت موت کا دلگداز قصہ ہے جسکے غم کے ہاتھون نے مان باپ کے لوح دل سے حرف خوشی مٹا دیا۔ اور یہ اوس نو عروس جوان مرگ کی وفات کا دلونکو بیچین کرنیوالا سچا واقعہ ہے جسکے سوز فرقت نے مان باپ کے سینون مین ایسی آتش غم و اندوہ بھڑکائی ہے جو کسی طرح بجھ نہین سکتی۔ افسوس۔ یہ اوس غنچہ ناشگفتہ کی افسردگی کا فسانہ جانکاہ ہے جو ابہی کھلنے نہ پایا تہا ؎ پہول تو دو دن بہار جانفزا دکھلا گئے ؎

حیف ان غنچون پہ ہے جو بے کھلے مرجھا گئے

غرض یہ مثنوی (قصہ غم) جسمین نواب داور الملک بہادر مقرب بارگاہ کیوان جناب ہلال رکاب سلطان زمن شاہ دکن مدظلہ العالی نے اپنے غم و الم کی سچی تصویر کہینچی ہے اور خون جگر سے رنگ آمیزی کی ہے ایک نرالی طرز مین ہے بلکہ یون کہنا چاہئے کہ نواب صاحب ممدوح اس خاص دلکش طرز کے موجد ہین یہ وہ غمناک دردانگیز مثنوی ہے کہ اس کے ہر حرف سے غم ٹپک رہا ہے اسکی ہر بیت مین نشتر کی خلش ہے۔

نواب صاحب معزز نے اس حسن سے اس سچے واقعہ او ررویاے صادقہ کی تصویر کہینچی ہے کہ اسکا ہر حرف اسکی صداقت کی شہادت دیرہا ہے اور اسکا ہر ایک پر اثر لفظ اس کے

واقعی ہوئیگا گواہ ہے علاوہ واقعہ نگاری کے نواب صاحب ممدوح نے سلاست زبان

بندش الفاظ کا خاتمہ کردیا ہے اور چستی مضمون صفائی زبان مین قلم توڑ دیا ہے یہ وہ مثنوی ہے

جو فصاحت و بلاغت مین نظیر نہین رکہتی ہے ساختگی ادا و نزاکت مضمون مین اپنا آپ ہی جواب ہے

قطعہ تاریخ طبع مثنوی

نواب جناب داور الملک — استاد سخن امیر اعظم

دختر کی وفات کے بیان مین — لکہا ہے انہون نے قصہ غم

یہ غمکدہ ہے کہ مثنوی ہے — ہر حرف ہے داستان ماتم

سید نے لکہا ہے سال تاریخ — دلسوز نیا ہے نامہ غم

۱۹ ۱۳

تاریخ ختم کتاب

دوست تو دوست اگر سنلے کبھی — ٹکڑے ٹکڑے ہو جگر دشمن کا

کہا سید نے سن ختم کتاب — ہے نیا نالہ غم دولہن کا

۱۸ ۱۳

تقریظ من تصنیف جناب میرزا محمد علی صاحب منصبدار و خوشنویس

سبحان اللہ کیا ہی قصہ غم نواب داور الملک بہادر نے نظم کیا ہے۔ ہر مصرع مضامین جت کا سلاست مین لئے ہمارا زمزمہ

محاورہ بہت اچھے انہایت خوب زبان کوثر کی دہوئی شستہ رفتہ سبکو مرغوب الفاظ درست اشعار چست اسکی تعریف مین زبان قاصر

اسکی توصیف مین ہواس فاتر۔ موجد طرز کہو تو بجا ہے داور نظم کہو تو روا ہے فقط

آخری درج شدہ تاریخ پر یہ کتاب مستعار
لی گئی تھی مقررہ مدت سے زیادہ رکھنے کی
صورت میں ایک آنہ یومیہ دیرانہ لیا جائے گا۔

کتب خانہ

جامعہ عثمانیہ

۱- اراکین مجلس اعلیٰ، مجلس رفقا، مجلس انتظامی، مجالس تعلیمات و نصابات پانچ کتابیں ایک وقت میں اپنے پاس رکھ سکیں گے۔ مگر صدر و عہدہ داران جامعہ ... رکھ سکیں گے۔

۲- اساتذہ جامعہ عثمانیہ و کلیات ایک وقت میں ایک ... اپنے پاس ... اور ... اور اراکین دارالترجمہ دس کتابیں، رجسٹر شدہ دو کتابیں بی اے اور تحقیقاتی جماعتوں کے

۳- طلبا ایم اے، ایل ایل بی ... اپنے پاس رکھ سکیں گے۔ طلبہ تین کتابیں دو ہفتے تک اپنے پاس ... واپس نہ ہوں تو طلبہ سے حساب

طلبہ پانچ کتابیں ... واپس لیا جائیگا۔

۴- مدت مقررہ پر کتابیں واپس نہ ہوں تو ایک آنہ یومیہ فی کتاب جرمانہ لیا جائیگا۔

۵- بشرط موقع کتابیں گھر جاری کی جاسکینگی مگر اس غرض کے لیے کتب خانہ میں کتاب کا لانا لازم ہے۔

۶- کتابیں گم یا خراب ہوجائیں تو مستعیر پر ذمہ داری عائد ہوگی۔

۷- کتابوں پر کسی قسم کا نشان یا ... نہ لگایا جائے۔

۸- قلمی نسخے اور حوالے کی کتابیں جاری نہ کی جاسکینگی۔ فقط